حسن اور احسان میں تیرا نظیر

شبیہ مبارک حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسیح پاکؑ کا فرزندِ جلیل اور شمع احمدیت کے لاکھوں پروانوں کا وہ محبوب آقا جس نے القاءِ الٰہی کے ماتحت ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید جیسی مبارک اور مہتم بالشان تحریک کا اجراء فرما کر اسلام کی عالمگیر اشاعت اور جماعت کی تنظیم و استحکام کے سلسلہ میں اپنے باون سالہ عہدِ خلافت میں وہ عظیم الشان اور زندۂ جاوید کارنامہ سرانجام دیا جس کے لئے آنے والی ہر نسل حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ممنونِ احسان رہے گی ؎

ملت کے اِس فدائی پہ رحمت خدا کرے

...یم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر : [illegible] انجمن احمدیہ قادیان۔

۱۲ر رجب ۱۳۸۹ھ | ۲۵ر تبوک ۱۳۴۸ ہش | ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۹ء

ہفتہ تحریک جدید

مرکزی دفتر تحریکِ جدید قادیان کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ احبابِ جماعت اپنے اپنے یہاں مورخہ ۴ر اخاء (اکتوبر) سے ۱۰ر اخاء (اکتوبر) تک ہفتہ تحریک جدید منائیں۔ حسب اعلان اِن سات دنوں میں احبابِ جماعت کو اِس بابرکت تحریک کی تفصیلات سے آگاہ کریں۔ بالخصوص نئی پود کو اِس کے پسِ منظر اور اس کی مقبولیت اور شاندار نتائج سے بالتفصیل آگاہ کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ تا انہیں علم ہو کہ کس طرح خدا کے ایک محبوب بندہ کی طرف سے خدمت و اشاعتِ دین کے لئے ایک اِلقائی تحریک جماعت کے سامنے آج سے ۳۴/۳۵ سال پہلے رکھی گئی اور خدا تعالیٰ نے اس کو کس طرح جماعت کے دِلوں میں بٹھایا۔ اور خدا کے فرشتے اس کو اکنافِ عالم میں پھیلانے کا ذریعہ بنے۔

زندگی حرکت کا نام ہے۔ مُردہ اور غیر جاندار چیزوں میں ذاتی حرکت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی غیر جاندار چیز آپ کو متحرک نظر آتی ہے تو سمجھ لیجئے کہ کسی بیرونی اثر اور داعیہ کے سبب اُس میں یہ تحریک پیدا ہوئی۔ اُسے کوئی اور ہستی حرکت دِلا رہی ہے۔ ہماری زمین بھی متحرک ہے۔ ۲۴ گھنٹہ میں پورا ایک چکر تو اپنے محور کے گرد لگا لیتی ہے۔ اور سال بھر میں اُس کا ایک چکر سورج کے گرد پُورا ہوتا ہے۔ لیکن زمین کی یہ حرکت ذاتی نہیں۔ خدائے واحد اُسے اور تمام نظامِ شمسی کو حرکت دِلا رہا ہے۔ اور اسی کی قدرت سے یہ سب اشیاء حرکت کر رہی ہیں جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اس حرکت کے ذریعہ کائناتِ عالم میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں ــــ تحریکِ جدید کا مطلب ہے کہ ایک نئی حرکت جس کے ذریعہ جماعت میں ایک نئی زندگی اور نئی رُوح اس کے اصل مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوئی اور اس کی قوتِ عملیہ کو تیز تر کر دیا۔

اِس بابرکت تحریک کے پسِ منظر کو مختصر طور پر سمجھنے کے لئے آج سے ۳۴/۳۵ سال کے حالات سامنے لائیے! یہ وہ وقت تھا جب کہ جماعت کے بعض مخالف و معاند عناصر جماعت کو نیست و نابود کرنے کے لئے باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کی پشت پر اس وقت کی حکومت کے بعض کل پُرزے بھی تھے۔ پھر کیا تھا، اُن لوگوں نے اپنی طرف سے جماعت کو نیچا دِکھانے، اُسے تباہ و برباد کرنے اور اس کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ خدا جس نے جماعت کو خلافت کے شیرازہ سے باندھ دیا اور خلافت ہی کا ایسا حصار بخشا اور خلیفہ جیسا بیدار مغز مؤیّد من اللہ قائد عطا فرمایا۔ اس کے ہوتے ہوئے دشمن کا اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جانا تو ممکن نہ تھا۔ تاہم یہ ایک بڑا ابتلائی وقت اور دَور تھا۔ جسے جماعت نے بڑی جوانمردی اور بڑھتے ہوئے خلوص اور محبت کے ساتھ بڑھ چڑھ کر قربانیاں دے کر اُسی رنگ میں گذارا جس طرح مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرما رکھا ہے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اِس کا مطلب تھا جماعت کو خدمت و اشاعتِ دین کے لئے ایک نئے جوش اور نئے جذبہ کے ساتھ متوجہ کیا جانا، نئی قربانیوں کے لئے اُن کے دِلوں میں نیا ایمان اور نئی رُوح پھونک دینا ــــ احرار کے زبردست شور و شر کے وقت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کے سامنے ایک ایسا ٹھوس پروگرام رکھا جس سے جماعت کی بنیادیں اور زیادہ مضبوط ہو گئیں۔ اس کی تبلیغ و اشاعت کے ذرائع کہیں زیادہ وسیع ہو گئے۔ احبابِ جماعت کو اپنے ایمان و ایقان میں ایسی لذّت و سرور محسوس ہونے لگا کہ بڑی سے بڑی قربانی کے لئے ہر دم تیار ہوئے، حتیٰ کہ چند ہی روز میں سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح جماعت، ایک طرف بد اندیش دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو گئی تو

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۲ر تبوک (ستمبر)۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۵ر تبوک کو کراچی سے ربوہ تشریف لے آئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۷ر تبوک کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ۔

بریلی ۱۹ر تبوک۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۱۷ر تبوک تیسرا فرزند عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادمِ دین بنائے اور عمر دراز کرے آمین۔

قادیان ۲۲ر تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت سے ہیں۔ آج گیارہ بجے صبح محترم صاحبزادہ صاحب محترمہ بیگم صاحبہ کو لال ہسپتال امرتسر میں داخل کروانے کے لئے تشریف لے گئے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت سے واپس لائے اور خوشیاں دکھائے آمین۔

دُوسری طرف خلافتِ حقّہ کی بیدار مغز قیادت کے نتیجہ میں بابرکت دُور رس منصوبے ساری دُنیا میں تبلیغِ اسلام کے جاری کر دیئے گئے اور چند ہی سالوں کے بعد دُنیا نے دیکھ لیا کہ معاندین کا جماعت پہ یہ وار وہ تیز جھٹکا ثابت ہوا جو گیند کو آسمان کی بلندیوں میں اُچھال دیتا ہے۔

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو سادہ زندگی کی خصوصی تلقین فرمائی اور ایک مہم کے طور پر جماعت کے جملہ افراد کو اس کا پابند ہو جانے کی تاکید کی۔ کھانے پینے، پہننے اور رہنے سہنے میں ایسی سادہ زندگی کی تفصیلات پیش کیں جس کے نتیجہ میں انسان کی اپنی معمول کی زندگی میں کسی نوع کا فرق آئے بغیر ہزاروں روپے کی بچت ہو جانے کے مثبت وسائل بتائے۔ ان وسائل کو کام میں لا کر اپنی نیک کمائی سے بچایا ہوا روپیہ دین کی خدمت کے لئے لگا دینے کی بابرکت تحریک فرمائی۔ جس میں معاندین کے غلط پراپیگنڈے کے مدلّل و معقول جواب سے لیکر اشاعتِ قرآن اور ساری دنیا میں تعمیر مساجد کی زبردست مہمات تک کا پروگرام مرتب کر کے عمل شروع کر دیا گیا۔

احبابِ جماعت کے اندر ایمانی حرارت کو ایسا تیز کیا کہ سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دیں۔ انہیں مرکز میں رکھ کر پہلے دین کی تعلیم دی۔ ٹریننگ کیا اور میدانِ عمل میں ہر طرح کے سرد گرم حالات سے نپٹنے کے لئے ان کے اندر ذاتی قربانی کی رُوح پھونک دی۔ یہی سرفروشوں کی جماعت تھی جو اپنے اعزّہ و اقارب کو چھوڑ کر اپنے مالوف وطنوں کو خیرباد کہہ کر دُور دُور تاریک براعظموں تک کے سفر کو روانہ ہو گئے۔ ان میں سے بعض نے اپنی جانیں تک اس راہ میں قربان کر دیں۔ وہ اپنے اقرباء اور وطنوں کی طرف بھی لوٹ نہ سکے۔ بلکہ انہیں دیار کو اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر چُن لیا۔ یہ وہی تھے جن کے بارہ میں بجا طور پر قرآنی الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ

مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ــــ!!

جبکہ انہیں کا دُوسرا حصّہ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ کا شاندار نمونہ اب تک پیش کر رہا ہے۔

احبابِ جماعت کو مالی قربانیوں کے لئے اس زبردست اندرونی رُوحانی اِنقلاب نے سہولت پیدا کی جو تحریکِ جدید کے اُنیس ۱۹ مطالبات، کا لازمی نتیجہ تھا۔ اور مالی قربانیوں سے مرکزی خزانہ میں پہنچ کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دور دراز کا سفر کرنے والوں کے لئے زادِ راہ کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اور آج حال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت کو ایسی عالمگیر وسعت حاصل ہو چکی ہے کہ جماعت کا ہر فرد خدا کے شکر و امتنان کے ساتھ اس بات کا بھی فخر کرتا ہے کہ جماعت پر سُورج غرُوب نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ دنیا کے جس خطہ میں بھی سُورج چمک رہا ہوتا ہے خدا کے فضل سے اس خطہ میں احمدیت کے پروانے بھی موجود ہوتے ہیں۔

مگر بھائیو! یہ کوئی پُرانے قِصّے نہیں جن کو سُنا کر کچھ دیر کے لئے لطف اندوز ہو جائیں۔ یہ تو ذمہ داریوں کے دروازے ہیں جن کو کھولنے کے لئے ہر فردِ جماعت کو ہمت کر کے اُٹھنے اور اپنا حصہ مثبت رنگ میں ڈالنے کی ضرورت ہے ــــ ہم پہلوں کی قربانیوں پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہمیں اپنے حالات کے مطابق وقت کے تقاضے کو خود بھی پُورا کرنا ہے۔ پہلوں نے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کیا۔ اُن کے شیریں ثمرات ہمارے سامنے ہیں۔ ساری دُنیا میں خدا کے پیغام کو پہنچانا کوئی ایک دو نسلوں کا کام نہیں۔ یہ تو جاری رہنے والا کام ہے۔ جماعت کی زندگی اسی میں ہے کہ اس کے اندر حرکت جاری و ساری رہے۔ جو بھی فرد کچھ کام کر کے رُک جاتا ہے اور اس کا دماغ کسی قدر سُستانے اور آرام کرنے کی طرف راغب ہوتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ یہ رُکنا اور ٹھہر جانا اَوروں کے لئے تو شاید فخر کا باعث ہو لیکن جماعت احمدیہ کے لئے نہیں کیونکہ وہ زندہ جماعت ہے۔ اس کی

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۵ پر)

خطبۂ جمعہ

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندوں میں اس وقت جو کمی ہے وہ آئندہ دو ماہ میں پوری ہو جانی چاہیئے

مربیانِ سلسلہ، عہدیداران جماعت بلکہ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ ضرور وقفِ عارضی میں شامل ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے

مومن اللہ تعالیٰ کے سلوک کے پیشِ نظر ہر آن اپنی قربانیوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے

اس میں شک نہیں کہ قربانی کی یہ راہ تنگ ہے لیکن اس راہ پر چلے بغیر ہم رضائے الٰہی حاصل نہیں کر سکتے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ ماہ ظہور ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۵ اگست ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۔ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۔

(المومنون آیت ۷۲)

اس کے بعد فرمایا:-

اس وقت میں دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کے چندے اس وقت پچھلے سال سے بھی کم وصول ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء کی ایک آیت میں فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اعمالِ صالحہ بجا لائیں گے یعنی ایک تو جن کے اعمال میں کوئی فساد نہیں ہوگا۔ اور دوسرے حالات کے تقاضوں کو وہ پورا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو ردّ نہیں کرے گا۔ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ۔ اس میں ہمیں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ بجا لانے سے اللہ تعالیٰ کے پچھلے انعامات کا بھی پوری طرح شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اس پہ اجر کا حق نہیں بنتا۔ دوسرے فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ہمیں بتاتا ہے کہ گو حق تو انسان کا نہیں بنتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر تم ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو گے اور وقت کے تقاضوں کو پورا کرو گے اور فساد سے بچو گے اور ہر جہت سے تمہارے اعمال اعمالِ صالحہ ہوں گے تو پھر تمہاری یہ کوشش اور تمہاری جدوجہد ردّ نہیں کی جائے گی۔ بلکہ اس پر تمہیں مزید انعامات ملیں گے۔

مومن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک ہے اس کے نتیجہ میں اس کا ہر قدم پہلے سے آگے پڑتا ہے۔ وہ ترقی کی راہ اور رفعتوں کے حصول میں ہر دم آگے سے آگے اور بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قربانیاں ہر آن پہلی قربانیوں سے آگے بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ اس کی فدائیت اور اس کا ایثار اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں اس کی کوشش اور مجاہدہ پہلے سے بڑا ہوتا ہے۔ مومن ایک جگہ ٹکتا نہیں۔ اس سے اس کے دل۔ اس کے دماغ۔ اس کے سینہ اور اس کی روح کو تسلی نہیں ہوتی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ یہ جماعت مخلصین کی جماعت ہے (والّا ماشاء اللہ ہر الٰہی جماعت میں منافق بھی ہوتے ہیں) اور ایک ایسی فدائی اور ایثار پیشہ جماعت ہے کہ جس کا قدم ہر وقت ترقی کی طرف ہی ہے۔ پھر یہ غفلت کیوں؟ اس سستی کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ جماعت نے رضاکارانہ طور پر ایک مزید بوجھ قربانی کا اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا اور وہ بوجھ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے چندوں کا تھا۔ اور پچھلے چند مہینے اُن وعدوں کو پورا کرنے کی طرف جماعت کے بہت سے احباب کی توجہ تھی۔ اس لئے شاید کچھ کمی واقع ہوگئی ہو۔ اب اُس کا زمانہ تو گذر گیا۔ استثنائی طور پر بعض احباب کو اجازت دی جا رہی ہے۔ اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ عارضی طور پر جو داغ ان کے کردار پر لگ گیا ہے یعنی وہ پچھلے سال سے بھی ان چندوں کی ادائیگی میں کچھ پیچھے رہ گئے ہیں اس کو جلد سے جلد دھو ڈالیں اور دو مہینوں کے اندر اندر اُن کی قربانیاں پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ نظر آنی شروع ہو جائیں۔ امید ہے (اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے) کہ جماعت اس بات کی توفیق پائے گی۔

دوسری بات میں اختصار کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنون کی اس آیت میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے اور حسنات کے حصول کے سامان پیدا کرنے کے لئے "حق" کو اتارا ہے۔ یعنی ایک قائم رہنے والی اور دائمی شریعت اور صداقت اور حق اور حکمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور اس نزولِ حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حدود مقرر کر دیئے ہیں۔ ہر انسان ایک انفرادیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔ اسی کے مدِّنظر اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک ڈھیل بھی دی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے۔ سات دروازے ایثار اور قربانی کی مختلف راہوں کو اختیار کرنے والوں کے لئے کھلیں گے۔ کوئی ایک طرف سے خدا کی رضا کی جنت میں آ رہا ہے اور کوئی دوسری طرف سے۔ لیکن کچھ وہ بھی ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اور فضل کا خاص دروازہ اُن کے لئے کھولا جائے گا۔ خواہش تو ہر ایک کی ہے اور ہونی چاہیئے کہ وہ خاص دروازہ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھولا جائے گا وہی اس کے لئے کھلے کیونکہ اس کے

خدمتِ دین کا بہترین موقعہ

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام!

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں! اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
دوستو! اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اِک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن
خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

یہ معنے ہیں کہ وہ شخص اپنی عاجزی کی انتہا کو پہنچ گیا اور اس نے اپنا کچھ نہ سمجھا۔ اور ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر رکھا۔ دیکھو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل اور بلند تر ہستی ہے کہ جس نے خدا کی راہ میں وہ قربانیاں دیں کہ کسی ماں جائے کو یہ توفیق نہ ملی اور نہ ملے گی۔ کہ اس قسم کی قربانیاں اپنے رب کے حضور پیش کیں۔ لیکن اس کے باوجود آپؐ نے اپنا یہی مقام سمجھا اور آپؐ اسی مقام پر قائم رہے کہ مَیں کچھ نہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتی ہے۔ میرا اللہ کے اِس ارفع قرب کو پالینا بھی محض اسی کے فضل کا نتیجہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق نازل ہوا ہے۔ اب حق تمہاری خواہشات کی اتباع نہیں کرے گا۔ اس "حق" نے کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ اور تمہاری خواہشات اور ہوائے نفس ان حدود سے باہر نکلنا چاہتے ہیں۔ اس کی تمہیں اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ۔

زمین و آسمان کو جس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور انسان کو جس مقصد کے لئے اس زمین میں بسایا گیا ہے وہ مقصد حاصل نہ ہوتا اور اِس طرح صالح معاشرہ کی بجائے ایک فاسد معاشرہ کی بنا رکھی جاتی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے اسی غرض کے لئے اس نے حق کو اتارا ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو اس غرض کے منافی ہے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے حق تمہاری خواہشات کی اتباع نہیں کرے گا۔

یہ بڑا گہرا اور اہم مضمون ہے مَیں نے سوچا ہے کہ تمام بدعات کا سرچشمہ ہوائے نفس اور یہ اعلان ہے کہ آزادیٔ ضمیر ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غلط قسم کی آزادیٔ ضمیر سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آزادیٔ ضمیر تمہیں نہیں مل سکتی۔ اور یہ فاسد آزادیٔ ضمیر وہ ہے جب آزادیٔ ضمیر کا نعرہ لگا کر انسان خدا کی مقرر کردہ حدود کو پھلانگتا اور اُن سے باہر چلا جاتا ہے ہاں ان حدود کے اندر آزادیٔ ضمیر ہے کسی کی طبیعت کسی نیکی کی طرف زیادہ مائل ہے۔ ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق خدا کی مقررہ حدود کے اندر رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں لگا رہتا ہے اور اسی کے فضل سے وہ اس کی رضا کو حاصل بھی کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو حدود ہم نے قائم کی ہیں انہی میں تمہاری زندگی اور عزت ہے۔ تم آزادی کا، اظہارِ رائے کی آزادی کا اور آزادیٔ ضمیر کا نعرہ لگا کر اگر ہماری قائم کردہ حدود کو پھلانگ کر پرے چلے جاؤ گے تو اس کے نتیجہ میں تمہاری سربلندی کے سامان پیدا نہیں ہوں گے۔ تمہیں عزت نہیں ملیگی۔ تمہارا رتبہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور بندوں کی نگاہ میں بھی بڑھے گا نہیں بلکہ گھٹ جائے گا۔ کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کی اُنگلی کو چھوڑ کر اپنے نفس پر بھروسہ رکھا فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ مگر انسان جب بہکتا ہے تو اس کی عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ خدا اپنا ہاتھ آگے کرتا ہے اور کہتا ہے اس ہاتھ کو پکڑ اور میری گود میں آبیٹھ اور وہ کہتا ہے نہیں مَیں تو اپنی مرضی چلاؤں گا اگر میری مرضی ہوگی تو تیری حدود کو توڑوں گا۔ اور اس طرح وہ اس مقامِ عزت اور اس مقامِ احترام سے گر جاتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

اس آیت میں ہمیں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ ہم حدود کی نگرانی کے لئے محافظ کھڑے کریں تاکہ خدا کی مخلوق کو خدا کی ناراضگی اور خدا کے قہر کے جہنم سے بچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود پر کھڑے ہونے والے مجاہدوں میں وقفِ عارضی کے مجاہدین بھی ہیں۔ سالِ رواں میں اِس وقت تک (تین مہینوں میں) ایک ہزار سے زائد وفود باہر جا چکے ہیں۔ گو بعض وفود اپنی جائز مجبوریوں کی وجہ سے اپنی مقررہ جگہوں پر پہنچتے نہیں لیکن بہر حال اتنے وفود یہاں سے منظم کئے گئے اور اُن کو باہر بھجوایا گیا۔ حسابی لحاظ سے میرا سات ہزار کا مطالبہ پُورا ہو جاتا ہے بشرطیکہ ہر سہ ماہی میں اتنے ہی وفود منظم کئے جائیں۔ لیکن سہ ماہی سہ ماہی میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً ایک فرق تو یہی ہے کہ بعض سہ ماہیوں میں کالج اور سکول کے طلباء باہر نہیں جا سکتے۔ پھر بعض سہ ماہیوں میں زمیندار لوگ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ حدود کی حفاظت کے لئے باہر نکل سکتے ہیں اور بعض ایسے زمانے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے دنیوی کاموں میں لگے رہتے ہیں۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی دُنیاوی کام خدا تعالیٰ ہی کے لئے کرتا ہے۔ بہر حال وہ دنیوی کاموں میں خدا کی راہ میں چندہ دینے کی نیت سے یا اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے خیال سے محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں چھوڑ نہیں سکتے۔ یہ طبقہ اس زمانہ میں وقفِ عارضی کے لئے نہیں آسکتا۔

یہ سہ ماہی جو گزر چکی ہے ایسی تھی جس میں طالب علم وقفِ عارضی کی غرض سے باہر جا سکتے تھے اور میرے خیال میں بہت سے طالب علم گئے ہوں گے۔ آئندہ سہ ماہیوں میں ایسے نوجوان جو کالج اور سکول میں پڑھنے والے ہیں کم ملیں گے۔ لیکن کم از کم اس تعداد کو جو گزشتہ سہ ماہی میں وقفِ عارضی میں جا چکی ہے پُورا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے گو یہ تعداد بھی ہماری ضرورت کے لحاظ سے کم ہے لیکن ابھی ابتداء ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق دے گا اور وہ اور ترقی کرے گی انشاء اللہ۔

غرض جماعت کے عام عہدہ دار اور مُربّی صاحبان وقفِ عارضی کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ مَیں جب مربیوں کی رپورٹیں دیکھتا ہوں۔ اُن کے کام کا جائزہ لیتا ہوں۔ وہ مجھے ملتے ہیں یا اُن کے حق میں بعض تعریفی کلمات آتے ہیں یا ان کے خلاف شکایات مجھے پہنچتی ہیں تو میرے ذہن میں ایک مجموعی تاثر قائم ہوتا ہے۔ اور بہت سے مُربیوں کے متعلق میرے ذہن میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ان خوش بختوں نے اپنے مقام کو پہچانا نہیں۔ اور جو خوش بختی ان کے مقدر میں لکھی جا سکتی تھی اس پر وہ اپنے ہاتھ سے چرخیاں ڈال رہے ہیں۔ مُربّی کو ایک نمونہ بن کر دُنیا کے سامنے آنا چاہیئے۔ اور وہ نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے۔ مگر وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کو حقیقتاً جتنے مُربّی ہمارے پاس ہیں وہ تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہیں۔ لیکن اُن کی تعداد کے لحاظ سے بھی ایک چوتھائی کام ہو رہا ہے۔ اور تین چوتھائی کام ان کی غفلتوں کے نتیجہ میں نہیں ہوتا۔ وہ گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اپنے کام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اُن کے اندر قربانی کی رُوح۔ جوش اور جنون کی کیفیت نہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا رنج ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے اپنی رحمتوں کے اس قدر وسیع دروازے کھولے تھے مگر وہ ان کی طرف پشت کرکے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور اس طرف قدم بڑھانے کا نام نہیں لیتے۔ اُن کو دعا کرنی چاہیئے اور مَیں تو دُعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی کمزوریوں کو دُور کرے اور اُن کی بصیرت اور بصارت کو تیز کرے اور ان کے دل میں اس محبت کے شعلہ میں اور بھی شدت پیدا کرے جو ایک مُربّی کے دِل میں اپنے ربّ کریم و رحیم کیلئے ہونی چاہیئے۔

پس مربیوں کو بھی چاہیئے اور عام عہدیداروں کو بھی چاہیئے بلکہ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقفِ عارضی میں شامل ہو۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک قربانی کی راہ ہے اور یہ راہ تنگ ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ قربانی کی راہوں پر چلے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور اُن کو نباہنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

سادہ زندگی اور اسلام

ارشاد حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آج اسلام کے لئے قُربانیوں کا زمانہ ہے۔ اور ایسا زمانہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کی خاطر قُربانی کرنے کی غرض سے جائز خواہشات کو بھی جہاں تک چھوڑ سکیں چھوڑ دیں۔ جب تک ایسا نہ کیا جائے اِسلام کو ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس جن لوگوں کے قلوب میں محبت ہے، اِسلام کی خدمت کا احساس ہے ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگیوں کو سادہ بنائیں اور ایسا بنائیں کہ زیادہ سے زیادہ خدمتِ اِسلام کرنے کے قابل ہو سکیں۔ (خطبہ جمعہ ۸ دسمبر ۱۹۴۴ء)

جماعت ہائے احمدیہ کی ذمہ واریاں

از حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب وکیل الاعلیٰ و ناظرِ اعلیٰ قادیان

قادیان میں مکان بنانا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات کے ضمن میں یہ پُر زور تحریک بھی فرمائی تھی کہ قادیان کے مرکز کو مضبوط کرو اور مرکز میں مکانات بناتے چلے جاؤ یہ اعداء اللہ سے بچنے کا علاج وَسِّعْ مَکَانَکَ کے بکثرت ہونے والے الہام میں بتایا گیا تھا۔ نیز فرمایا کہ جوں جوں قادیان میں احمدیوں کی آبادی بڑھے گی ہمارا مرکز ترقی کرے گا۔ اور غیر عنصر خود بخود کم ہوتا جائے گا۔ اور اس طرح احمدی صرف اپنی جائیداد نہیں بڑھاتا بلکہ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی جائیداد بھی بڑھاتا ہے۔ ہر اینٹ جو کسی احمدی کے مکان میں قادیان میں لگائی جاتی ہے وہ سلسلہ اور اسلام کو مضبوط کرتی ہے۔ قادیان میں مکان بنانا دُنیا نہیں بلکہ دین ہے۔

(خطبہ ۱۱/۱۵ ۱۰ ہش)

پنشنر احباب زندگی وقف کریں

اچھی صحت والے پنشنر احباب کی خدمات کی اب بھی مرکز میں ضرورت ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقعہ دیا ہے کہ وہ چھوٹی سرکار سے پنشن لیں اور بڑی سرکار کا کام کریں۔ یعنی خدمتِ دین کریں۔ ساری عمر انہوں نے دنیا کے کاموں میں گزار دی اب وہ بعد پنشن رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے کام کریں۔ تجربہ شاہد ہے کہ پنشن کے بعد جو شخص کام نہیں کرتا نکما بیٹھنے کی وجہ سے اس کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کہہ سکیں گے کہ اے خُدا! ہمیں اپنی زندگی میں جو وقت فرصت کا ملا اُسے ہم نے تیرے دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ کسی انسان کی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ بغیر قربانی کے اُسے ثواب مل جائے۔

(خطبہ ۱۰؍صلح ۱۳۱۵ ہش)

انصار اللہ کی ذمہ داری

مجالس انصار اللہ کا قیام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اس مجلس کے قیام کے مقاصد میں سے ایک امر تو یہی ہے کہ ایک تنظیم کے ماتحت چالیس سال سے بڑی عمر کے ماتحت رُوحانی اور اخلاقی ترقی کریں اور خلافت سلسلہ کی ایک مضبوط سے مضبوط کڑی بنتے چلے جائیں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ نئی نسل کی تربیت انصار اللہ کریں اور اسی سلسلہ میں خصوصی ذمہ داری، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دفتر دوم کے معیار کی ترقی کی عائد فرمائی ہے۔ اور عمومی رنگ میں آپ نے فرمایا کہ :-

"انصار اللہ پر بڑی ذمہ داری اپنے نفسوں کی اصلاح اور ماحول کی تربیت ہے۔ اگر انصار اللہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر اس بات کی اُمید کی جا سکتی ہے کہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اُن وعدوں کو پورا کرے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے..... غیر تربیت یافتہ نسل اسلام کی کامیابیوں کی وارث نہیں ہو سکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موعود سرزمین کی بشارت دی گئی تھی۔ لیکن جب ان کے ماننے والوں نے ویسی قربانیاں پیش نہ کیں۔ جن کا مطالبہ کیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو چالیس سال تک التواء میں ڈال دیا"۔

...."(انصار اللہ) اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے..... تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔ انصار اللہ کی عمر کے بعد تو پھر ملک الموت کا زمانہ ہے"۔

(الفضل ۱۱/۲۲ ہش ۱۵)

مجالس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہفتہ تحریک جدید میں :-

۱۔ مقاصد تحریک جدید کے سلسلہ میں جماعتی نظام سے پُورے تعاون کے علاوہ اپنے نوجوانوں سے اس کی ترقی کا سامان کیا جائے مثلاً شرح چندہ میں اضافہ کریں۔ اپنے اہل و عیال کو اس چندہ میں شامل کریں ان کے چندہ کو معیاری بنائیں۔

۲۔ انصار اللہ میں سے جن کا چندہ معیاری نہیں ان کو اور ان کے اہل و عیال کے چندہ کو معیاری بنائیں۔

۳۔ انصار اللہ میں سے جو احباب یا اُن کے افراد خانہ دفتر دوم کے معیار کی ترقی کے لئے کوشاں ہوں۔

۴۔ مطالبات تحریک جدید میں سب سے اہم مطالبہ دعا کا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ احباب خاص طور پر دُعا کریں کہ احباب کو اللہ تعالیٰ مطالبات تحریک جدید کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور ہمیں ایسا رُوحانی غلبہ عطا کرے کہ ہم لوگوں کے خیالات میں۔ افکار میں۔ رجحانات میں۔ ان کے قلوب میں۔ زبانوں میں۔ اعمال میں تمدن میں۔ اور دین میں اصلاح کر سکیں۔ اور جلالِ الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو۔ اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ اور رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا بکثرت پڑھیں۔ اور فرمایا کہ معذور لوگ اپنی دُعاؤں سے عرشِ الٰہی کو ہلائیں۔ تا فتح مندی اور کامرانی آئے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے مطابق درود شریف، استغفار اور رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ بکثرت پڑھیں۔ نیز ان اُمور کی تلقین اپنے اہل و عیال اور دیگر احباب کو بھی کرتے رہیں۔

رُوحانی نسل قائم کرنا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"جس طرح آپ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے۔ اسی طرح آپ لوگوں کو یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ آپ کی رُوحانی نسل جاری رہے..... (سو) ہر شخص کو جو..... دفتر اوّل میں حصہ لے چکا ہے۔ وہ عہد کرے کہ..... کم سے کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کرے گا جو دفتر دوم میں حصہ لے۔ اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور بھی اچھی بات ہے..... جس طرح..... لوگ اپنے لئے پانچ پانچ سات سات بیٹے پسند کرتے ہیں اسی طرح ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ..... تحریک جدید کے..... لئے پانچ پانچ سات سات نئے آدمی کھڑے کرے۔ اور (دیگر دفاتر میں شامل افراد) کو (بھی) یہ کوشش کرنی چاہئے..... اسی طرح قیامت تک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتا چلا جائے گا۔ اور جماعت کے لئے دائمی ثواب اور خدا تعالیٰ کے قرب کا ایک دائمی راستہ کُھلا رہے گا"۔

(بدر ۱۲/۳۳۵ ۱۵)

دُعا

اللہ تعالیٰ مخلص احباب کو ہر رنگ میں قربانی کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ ایسے مخلصین کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذیل کی دُعا جو عمومیت کا رنگ رکھتی ہے درج کرتا ہوں فرمایا:-

"اے محمد رسول اللہ کے فرزند جلیل مسیح محمدی کی جاں نثار اور خدائے بزرگ و برتر کی محبوب جماعت! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے خلوص نیت اور صمیم قلب سے..... وعدے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اخلاص اور ایثار کو قبول فرمائے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے آپ کی قربانیوں میں برکت ڈالے اور آپ کو اس دنیا میں بھی اتنا دے، اتنا دے کہ آپ سیر ہو جائیں اور اُخروی زندگی میں بھی اپنی تمام نعمتوں سے آپ کو نوازے تا آپ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب میں آپ کے صحابہؓ کی معیت حاصل کر سکیں"۔

(بدر ۲۲ ۹/۳۳۵)

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس دُعا کے مطابق اپنی نعمتوں سے نوازے اور اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ نباہنے کی توفیق عطا کرے۔

تحریکِ جدید میں مبلغین اور خدام کی ذمہ داریاں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ، وکیل التبشیر و التعلیم و صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

تحریکِ جدید کی اہمیت

تحریکِ جدید ایک الٰہی تحریک ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند سالوں میں ہی غیر معمولی نصرت و تائید سے اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ اُن کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے"

"اللہ تعالیٰ ان کو اُن کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا"

"یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا"

ظاہر ہے کہ ایسے عظیم انعامات کے لئے عظیم قربانیوں کی ضرورت ہے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لائحہ عمل جماعت کو بتلایا تھا وہ بہت سے مطالبات پر مشتمل ہے۔ اسے عملی جامہ پہنانے سے قیام جماعت احمدیہ کا مقصد پورا ہوتا ہے یعنی پہلے اپنے نفوس کا تزکیہ اور پھر اعلائے کلمۃ اللہ۔ احباب، مبلغین کرام اور خدام بھائیوں کے لئے بعض باتیں میں پیش کرتا ہوں۔

ترقی کا گُر، بیکار نہ رہو

حضور نے قوم کو ترقی کا یہ گُر بتایا کہ بے کاری کی لعنت کو دور کیا جائے۔ اور جھوٹی نام و نمود کی قربانی کریں اور والدین اپنی اولاد سے اس مرض کو جو قوم کے کام کرنے کی روح کچل دیتا ہے دور کرنے کی کوشش کریں۔ جب تک بیکاری دور نہ ہوگی جماعت میں صحیح اخلاق بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔

(الفضل ۱۲ ۶/۱۴ و ۱۲ ۳/۱۵)

نیز فرمایا:-

"تحریکِ جدید تمہیں اس وقت تک کامیاب نہیں کر سکتی جب تک رات دن ایک کر کے کام نہ کرو۔ ...... تم لاکھ ایڑیاں رگڑو۔ مگر اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اس طریق پر کام نہ کرو..... محنت کی عادت ڈالو۔ بیکاری کی عادت کو ترک کر دو۔ فضول مجلسیں بنا کر گپیں ہانکنا اور بکواس کرنا چھوڑ دو۔ حقہ اور دیگر ایسی لغو عادتوں میں وقت ضائع نہ کرو"

(خطبہ ۲۲ ۱/۱۶)

"یاد رکھو! جس قوم میں بیکاری کا مرض ہو وہ نہ دنیا میں عزت حاصل کر سکتی ہے اور نہ دین میں ...... بیکاری ایسا مرض ہے کہ جس علاقہ میں ہو اس کی تباہی کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ...... (یہ) ایک لعنت ہے"

(خطبہ ۲۰ ۱۱/۱۴)

"ماں باپ سنگدل ہو کر اپنے بیکار لڑکوں کو کہہ دیں کہ اب تم جوان ہو اور خود کما کر کھاؤ۔ یہ سنگدلی اس پیار سے ہزار درجہ بہتر ہے جو بیکاری میں مبتلا رکھتی ہے" (خطبہ ۲۹ ۱۱/۱۴)

"پھیری کے ذریعہ پہلے دن ہی روزی کمائی جا سکتی ہے" (خطبہ ایضاً)

اپنے ہاتھ سے کام کرنا

فرمایا کہ ہاتھ سے کام نہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اچھے اچھے خاندان برباد ہو جاتے ہیں۔ بیکاری ہمیشہ کام کو ذلت سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جب چھوٹے بڑے سب کام کرنے لگیں تو ذلت کا خیال لوگوں کے دلوں سے خود بخود نکل جائے۔ لنگر خانہ یا مہمان خانہ کی کوئی اصلاح مطلوب ہو تو بجائے مزدور لگانے کے خود لگیں۔ اور دیہات میں مساجد کی صفائی اور لپائی وغیرہ کا کام خود کیا جائے۔ احمدیہ محلہ میں گڑھوں کو پُر کرنے، گلیاں صاف کرنے اور نالیاں بنانے اور راستوں کو سیدھا کرنے وغیرہ کا کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ دیکھنے والا دیکھتے ہی سمجھ لے کہ یہ احمدی جماعت کا محلہ یا گاؤں ہے۔ ایسے گند سے ارد گرد کے بسنے والے بیمار ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ سے کام کرنا امیر و غریب میں مساوات پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیسیوں دفعہ برتن مانجھتے اور دھوتے دیکھا ہے۔ یہ تربیت ثواب اور رُعب کے لحاظ سے بھی بہت مفید چیز ہے۔ جو لوگ یہ دیکھیں گے کہ ان کے بڑے بڑے بھی مٹی ڈھونے اور مشقت کا کام کرنے کو عار نہیں سمجھتے تو اُن پر خاص اثر ہوگا۔ (خطبات ۲۴ ۱/۱۵ و ۲۵ ۱۱/۱۷)

بیکار باہر نکل جائیں

فرمایا جس فن اور پیشہ کو اختیار کرو اس میں اپنے آپ کو قابل ترین بناؤ۔ اور اپنے گھروں میں بیکار بیٹھنے کی بجائے وطن چھوڑ کر باہر نکل جائیں۔ نوجوان اپنے اندر وسعتِ نظر پیدا کریں۔ دیکھو یورپین لوگ کس طرح دنیا میں پھیل گئے۔ یہ الٰہی قانون ہے کہ جو دنیا کے لئے باہر نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آگے دنیا کو ڈال دیتا ہے۔ اور جو دین کے لئے نکلتا ہے اُسے دین کی حکومت عطا کر دیتا ہے۔ ایسے نوجوان نکل جائیں۔ خود کمائیں۔ کھائیں اور تبلیغ بھی کرتے پھریں۔ بہت ممکن ہے کسی اور ملک میں ان کو اقتدار بھی حاصل ہو جائے۔ جب تم ارادہ اور عزم سے نکل کھڑے ہوگے تو خدا کے فرشتے تم پر برکتیں نازل کریں گے۔ اور تم بظاہر جو دنیا کا کام کروگے اس کے بدلے میں ثواب پاؤگے۔ کیونکہ تم ہر قدم اس لئے اٹھاؤگے کہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو اور جماعتِ احمدیہ دنیا پر غالب آ کر رہے۔ اگر بیکار لوگ ممالک میں سے صحیح انتخاب کریں تو ننانوے فیصدی کامیابی کی امید ہے۔ جو زیادہ دور نہ جا سکیں وہ ہندوستان میں ہی اپنی جگہ بدل لیں۔

(خطبہ ۲۶ ۱۱/۱۵ و ۱۰ ۱/۱۵ و تقریر ۱۷ ۱۲/۱۶)

"پس اے ابراہیم ثانی کے پرندو! اگر احیاء چاہتے ہو تو دنیا میں پھیل جاؤ۔ مگر اس طرح نہیں کہ اپنے گھروں کو بھول جاؤ۔ تمہارا اصل گھر قادیان ہے۔ خواہ تم کہیں رہتے ہو اسے یاد رکھو"

(تقریر ۲۷ ۱۲/۱۳۱۶ ہش)

طلباء کو تعلیم کیلئے قادیان بھیجیں

حضور نے یہ تحریک فرمائی کہ قادیان میں مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں تعلیم کے لئے احباب اپنے بچوں کو بھجوائیں۔ تا ان کی دینی تربیت کی جائے۔ انہیں تہجد پڑھائی جائے۔ وہ درسِ قرآن مجید سنیں۔ وہ محنت کے عادی ہوں۔ اور وہ تبلیغ کا کام دیں۔ (خطبہ ۲۲ ۱/۱۳۱۶ وغیرہ)

وقفِ اولاد

فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی اولاد بڑھے اور اُسے عزت ملے اُسے اپنی اولاد قربان کرنی چاہیئے۔ ہر خاندان کو کم سے کم ایک لڑکا خدمتِ دین کے لئے دینا چاہیئے۔ جس طرح ہر احمدی اپنے اُوپر چندہ دینا لازم کرتا ہے اسی طرح اپنے لئے لازم کرے کہ وہ کسی نہ کسی بچہ کو دین کے لئے وقف کرے گا۔ اور وقف شدہ اولاد کی تربیت والدین کرتے رہیں۔ جو احباب نرینہ اولاد یا اولاد سے محروم ہوں تو وہ اکیلے یا کئی دوست مل کر مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم کا یا ایک دیہاتی مبلغ کا ماہوار خرچ دیں۔

(خطبہ ۹ ۱/۴۲ و الفضل ۱۰ ۱/۴۴ و ۳۰ ۲۵ ہش)

حفاظتِ حقوقِ خواتین

حضور نے تاکید فرمائی کہ خواتین کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور اُن سے انصاف کیا جائے۔

خدام کی ذمہ داری

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اسلئے اٹھایا ہے تاکہ جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف توجہ دلاؤں۔ سو میں سب سے پہلے اُن کے سپرد یہ کام کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دیں گے اور آگے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور کوئی نوجوان ایسا

نہیں رہے گا جو دفتر ......
(تحریکِ جدید) میں شامل نہ ہو اور
کوشش کریں کہ ساری کی ساری رقم
وصول ہو جائے۔"

اس ذمہ داری کا ذکر کرکے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں امید کرتا ہوں کہ ......
خدام الاحمدیہ ... حضرت مصلح موعودؓ
کے اس ارشاد پر کان دھریں گے
اور اپنے عمل سے ثابت کردیں گے
کہ حضور نے جو امید ان سے وابستہ
کی تھی وہ اسے پورا کرنے والے
ہیں" (بدر ۳ ہجرت ۱۳۴۵ ہش)

اختتام

اس مضمون کے اختتام پر میں احباب، مبلغین اور خدام کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان سے جو توقعات وابستہ ہیں وہ انہیں پوری سرگرمی سے انجام دیں خصوصاً ہفتہ تحریکِ جدید میں۔ اور مرکز میں اپنی کارگزاری سے بھی اطلاع دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ہمیں اپنا سارا زور ترقیٔ اسلام کے لئے صرف کرنا چاہیئے تا الٰہی وعدے ہمارے ہاتھوں پورے ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء میں فرمایا تھا کہ:۔

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ
بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے
بہت قریب آگیا ہے۔ اور وہ
دن دور نہیں جب کہ افواج
در افواج لوگ اس سلسلہ میں
داخل ہوں گے مختلف ملکوں
سے جماعتوں کی جماعتیں داخل
ہوں گی اور ... گاؤں کے گاؤں
اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے
..... دیکھو میں آدمی ہوں اور
جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا
جس کے زمانہ میں فتوحات ہونگی"
(انوارِ خلافت صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

اس کا ذکر کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳۴۴ ہش (۱۹۶۵ء) کے جلسہ سالانہ پر ایک تقریر میں فرمایا:۔

"یہ خدائی وعدہ ہے جو انشاء اللہ
ضرور پورا ہو کر رہے گا ... ہر
وہ طاقت جو اس کی راہ میں حائل
ہوگی ذلیل و ناکام کردی جائے
گی ..... بیشک ہم کمزور ہیں
مگر جس خدا کی طرف ہم منسوب ہیں
وہ کمزور نہیں۔ آئندہ پچیس تیس
سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان
تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ
دن قریب ہیں جب دنیا کے
بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام
کو قبول کر چکی ہوگی۔ اور دنیا
کی سب طاقتیں اور ملک بھی
اس آنے والے روحانی انقلاب
کو روک نہیں سکتے جب کہ وہی
زبانیں جو آج رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے
رہی ہیں آپؐ پر درود و سلام
بھیج رہی ہوں گی ..... لیکن
یہ بشارتیں ہم پر بھی کچھ
ذمہ داریاں عاید کرتی ہیں ....
ہمیں عظیم قربانیاں دینی ہوں گی
جب ہم اپنا سب کچھ ... قربان
کردیں گے تب خدا کہے گا کہ
کہ میں بھی اپنی سب برکتیں تمہیں
دیتا ہوں"
(بدر ۳ ہجرت ۱۳۴۵ ہش)

تمام لوگوں تک پہنچنے کیلئے

"تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں۔ اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریکِ جدید ہے"

(المصلح الموعود رضؓ)

بشاشتِ ایمان کی ضرورت

"جو تحریکِ جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریکِ جدید نہیں۔ اگر کوئی شخص سالہا سال سے قربانیاں کر رہا ہے مگر اس کے اندر بشاشتِ ایمان پیدا نہیں ہوئی تو اس کی روح کو اس کی قربانیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا"

(المصلح الموعودؓ)

ہفتہ تحریکِ جدید اور احمدی خواتین

از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان

مذہبی اور روحانی تحریکوں کی ابتدا اور پھر ان کے غیر معمولی عروج و ترقی کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت اپنی تمام تر صداقتوں کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ الٰہی جماعتوں کا عظیم الشان روحانی غلبہ اور بے مثال کامیابی مقدم طور پر جہاں خدا تعالیٰ کی خصوصی تائید و نصرت کی مرہونِ منت ہوا کرتی ہے وہاں خود ان جماعتوں کے افراد کے بے لوث ایثار و قربانی اور جلیل القدر خدمات بھی ان کے استحکام و مضبوطی میں بہت بڑی اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہیں۔

اس کی واضح مثال ہمیں اسلام کے صدرِ اوّل میں ملتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے زمانہ میں جب اور جس قسم کی بھی قربانیوں کی ضرورت پیش آئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی استعدادوں سے بڑھ چڑھ کر وقت کے ان تقاضوں کو پورا کیا۔ اور ہر موقع پر اپنی بے لوث ایثار و قربانی کا ایک ایسا معیار قائم کردیا جس کی مثال کسی اور روحانی جماعت میں ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی

فدایانِ اسلام کی یہ قربانیاں ہمیں صرف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد آنے والے مجاہدینِ اسلام تک ہی محدود نظر نہیں آتیں بلکہ اسی پس منظر میں مسلم خواتین کے ایثار اور قربانیوں کا بھی ایک ایسا روشن مینار نظر آتا ہے جو کسی صورت میں ہمارے لئے فخر سے کم نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دوش بدوش مسلمان عورتوں نے ہر معرکے میں اپنے بے مثال جوہر دکھا کر اس بات کو ثابت کر دکھایا کہ باوجود بہت ساری مذہبی اور معاشرتی قیود کے ایک مسلمان خاتون وہ کچھ کر سکتی ہے جو دنیا کی اور کوئی عورت نہیں کر سکتی خواہ وہ ہر قسم کی قیود و پابندیوں سے بے نیاز ہی کیوں نہ ہو۔

اور آج جب ہم اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر ہمارے سینے خوشیوں اور مسرتوں سے معمور ہو جاتے ہیں کہ دین متین کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے والوں میں ایک وافر حصہ ان ہستیوں کا بھی ہے جنہیں صنفِ نازک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عزیز بہنو! حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ اس عظیم الشان مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جو وسائل کام میں لائے جا رہے ہیں ان میں نمایاں طور پر تحریکِ جدید کا کام ہے۔ فی زمانہ اسلام اور امتِ مسلمہ جس کس مپرسی اور زبوں حالی کا شکار ہو رہی ہے وہ کسی بھی خدا ترس نگاہ سے پوشیدہ نہیں حالات پھر اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ہم آج بھی ان قربانیوں کو تازہ کریں جو ہمارے اسلاف نے پیش کیں۔ اس کے لئے جماعت کے ہر شخص کو اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کفر و باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو احمدیت کے نور سے منور کیا ہے اور ایسے وقت میں قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے جبکہ دیگر تمام نام لیوایانِ اسلام مذہب اور اس کی قدروں سے بے خبر مغربی تہذیب و تمدن کا لبادہ اوڑھے لہو و لعب میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ پر دو نہایت اہم ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اوّل یہ کہ خود اپنے آپ کو عظیم سے عظیم تر قربانی کے لئے تیار کریں اور دوم یہ کہ اپنی اولادوں کے ذہنوں میں یہ جذبہ راسخ کر دیں کہ اسلام کی آئندہ ترقی و سربلندی انہیں کے وجودوں سے وابستہ ہے اگر ہماری بہنیں ان ہر دو ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کر دیں گی تو اسلام کا مستقبل بہت ہی قریب اور بہت ہی تابناک ہے۔

پس ہفتہ تحریکِ جدید کے سلسلہ میں بہنیں جہاں دیگر پروگراموں کو عملی جامہ پہنائیں وہاں میں ان سے یہ بھی اپیل کروں گی کہ اس موقع پر اس روح کو قائم کرنے کی طرف بھی خاص توجہ دیں جس کا ذکر میں اوپر کر چکی ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاکسار امۃ القدوس بیگم
صدر لجنہ اماء اللہ قادیان

تحریک جدید کا ایک اہم مطالبہ ——— سادہ زندگی

از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی اے ناظر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

تحریک جدید کے جملہ مطالبات اور اس کی تمام ہدایات دراصل اسلامی تعلیم کا ایک مکمل لائحہ عمل اور ایک جامع خاکہ ہے۔ جو موجودہ زمانے کے تقاضوں کے ماتحت اور خدا کی تقدیر کے ماتحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نظام وصیت کی تکمیل کیلئے جماعت کے سامنے پیش کرکے ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اگرچہ حضور رضی اللہ عنہ آج جسمانی طور پر ہم سے جدا ہو چکے ہیں مگر وہ روحانی طور پر زندہ ہیں کیونکہ ان کا روحانی ورثہ اور تحریک جدید کا غیر فانی شاہکار زندہ جاوید ہے۔ گو تحریک جدید کے اجراء سے قبل بھی بہت کچھ تبلیغی کام ہو رہا تھا اور ہندوستان کے مختلف حصوں کے علاوہ دنیا کے بعض بیرونی ممالک میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا جا چکا تھا مگر یہ کام بہت محدود سکیل پر تھا۔ کیونکہ بیرونی ممالک میں تبلیغی ضرورت کے مقابل پر جماعت کے عام وسائل بہت کم تھے۔ اس کمی کو محسوس فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے انیس مطالبات جماعت کے سامنے پیش فرمائے تاکہ پیش فرمودہ مطالبات پر عمل پیرا ہو کر ایک غریب سے غریب احمدی بھی اپنے اخراجات میں کفایت کرکے سلسلہ کی ضروریات کے لئے کچھ نہ کچھ بچا سکے اور قربانی میں حصہ لے سکے۔

تحریک جدید کے مطالبات میں سے سب سے اول مطالبہ سادہ زندگی کا مطالبہ ہے۔ اس مطالبہ کے تحت ایک سادہ کھانا۔ سادہ لباس۔ زیورات میں کمی۔ علاج میں سادگی اور کفایت۔ سینما سے ممانعت۔ شادی بیاہ کے موقع پر اسراف سے بچنا۔ آرائش و زیبائش کے اخراجات سے پرہیز کرنا اور تعلیمی اخراجات میں کمی اور کفایت کرنا۔ غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں میں سادگی کا طریق اختیار کرنا ہے۔ تاکہ ہر مخلص احمدی کی زندگی "الفقر فخری" کی ترجمان ہو۔ اور اس کے دل سے دنیا اور اس کے ساز و سامان کی محبت سرد ہو جائے۔ اور وہ ضروریات زندگی کو کم از کم حد تک لے جا کر زیادہ سے زیادہ بچت کرکے دینی ضروریات کے لئے قربانی کی گنجائش نکال سکے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس تعلق میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ جماعت کو اس روش پر چلاؤں جو صحابہؓ کی تھی اور ان کو سادگی کی عادت ڈالوں۔ مغربی تمدن کے اثرات اور ایشیائی تمدن کے گندے اثرات سے بھی ان کو علیحدہ رکھوں .... جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے ایسے لوگ جانی اور مالی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتے ..... ہر ایک احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔"

پھر حضور فرماتے ہیں :-

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آیندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔ اچھی طرح یاد رکھو کہ سادہ زندگی اس تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس طرح امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے۔"

پس تحریک جدید کی پابندی کے ماتحت سوائے کسی خاص تقریب مہمان نوازی اور عیدین کے مواقع کے حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہدایت جماعت کو ایک کھانے کی ہے لباس میں سادگی کے تعلق میں حضور اقدس رضی اللہ تعالےٰ عنہ خاص طور پر عورتوں کو تاکید فرماتے ہیں کہ وہ محض پسند پر کپڑا نہ خریدیں بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں اور گوٹہ کناری سے پرہیز کریں۔

لباس میں سادگی اختیار کرنے اور تکلف سے بچنے کے متعلق حضور فرماتے ہیں :-

"لباس کی سادگی نہایت ضروری ہے میں نے دیکھا ہے کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بین فرق ہے۔ درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے"

سادہ زندگی کے ضمن میں حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سوائے شادی بیاہ کے مواقع پر نئے زیورات بنوانے سے منع فرمایا ہے اور ایسے مواقع پر بھی کفایت کی تاکید فرمائی ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں :-

"درحقیقت زیور اقتصادی لحاظ سے ایک نہایت ہی مضر چیز ہے کیونکہ اس میں قوم کا روپیہ بغیر کسی فائدہ کے پھنس جاتا ہے۔ پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جائے وہ نہ صرف امارت و غربت کا امتیاز دور کرنے کے لئے، نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لئے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کیلئے بھی نہایت ضروری ہے"

سینما کی ممانعت

تحریک جدید کے اجراء سے قبل سینما دیکھنے کی ممانعت نہیں تھی۔ حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں اس مخرب الاخلاق فیشن کی خاص طور پر ممانعت فرما کر جماعت پر ایک بڑا احسان فرمایا ہے۔

حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"سینما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے .... سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں میرا منع کرنا تو الگ رہا، اگر میں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہیئے"

سادہ زندگی کے مطالبہ کے ماتحت حضور نے جماعت کو شادی بیاہ کے مواقع پر فضول رسم و رواج سے بھی منع فرمایا ہے۔ نام و نمود اور نمائش کی خاطر اسراف اور بیجا اخراجات کرنے سے سختی سے روکا ہے اور لڑکی والوں کے لئے زیادہ مہر باندھنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی مقدار چند ماہ سے ایک سال کی آمد کا ارشاد فرمایا ہے۔

اسی طرح حضور نے مکانوں کی آرائش و زیبائش یعنی زیادہ اخراجات کرنے کو سادگی کے خلاف قرار دیا ہے۔

بیماری کی حالت میں بھی سوائے مجبوری کے حتی الوسع سستا علاج کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

بچوں کے تعلیمی اخراجات میں کفایت کی نصیحت فرمائی ہے اور دینی تعلیم کو بچوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

غرضیکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں سادہ زندگی کے مطالبہ کو شامل فرما کر جماعت احمدیہ کو اسلامی معاشرہ پر گامزن رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اور یہ مطالبہ ایک سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

زمانہ کے حالات اور واقعات نے بڑی صفائی کے ساتھ اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تحریک جدید کی شرائط کے ماتحت جن باتوں کو جماعت کے سامنے آج سے ۳۵ سال قبل پیش فرمایا تھا آج مختلف قومیں اور حکومتیں ان کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرکے انہیں اپنی ترقی کے پروگراموں کا لازمی حصہ قرار دے چکی ہیں مثلاً وقار عمل کی تحریک۔ زیورات کی کمی کی تحریک۔ بھوئی دان کی تحریک۔ لباس و خوراک میں سادگی۔ اور متعدد بچت کی تحریکات۔ جن پر آج ہمارے ملک میں زور دیا جا رہا ہے تحریک جدید کے بیان فرمودہ ارشادات کے لازمی اجزاء ہیں۔ یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہماری جماعت نے کافی حد تک اپنے مقدس امام کے ارشاد کے مطابق سادہ زندگی کی تحریک پر عمل پیرا ہو کر اس کے بہترین نتائج اور فوائد کو دیکھا ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان میں غیر معمولی ایثار اور قربانی کی ہمت پیدا ہو گئی ہے۔ جماعت کے غریب افراد نے اپنے ذاتی اور خاندانی اخراجات میں کفایت کرکے تبلیغی اور دینی ضروریات کے لئے مالی جہاد میں حصہ لے کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کیا ہے۔ ہم اپنے عظیم محسن اور پیارے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بہترین خراج عقیدت حضور کی اس جاری فرمودہ تحریک جدید کے تمام مطالبات پر پوری طرح عمل کرکے پیش کر سکتے ہیں اور اگر ماضی میں ہم سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم آیندہ اس کا ازالہ کرکے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد بے سہارا انہیں چھوڑا بلکہ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں خلافت حقہ کی نعمت سے نوازا ہے اور اپنے منشاء کے مطابق حضور رضؓ کے لخت جگر اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے سپرد جماعت کی ....

آئینہ تحریک جدید

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

موجودہ دہریت دالحاد اور دجالی فتنہ کے زمانہ میں جب کہ مذہب اور مذہبی اقدار کو تمسخر و استہزاء کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دی گئی بشارات کے مطابق روحانی اقدار کے قیام اور دین اسلام کی اشاعت و غلبہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تا موجودہ سائنسی دور میں یہ ثابت کیا جاسکے کہ شریعت اسلامیہ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح قرون اولیٰ میں تھی۔ اور اس میں اب بھی وہی تاثیرات ہیں جن سے خدا اور بندہ سے کا تعلق قائم ہو سکے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرکے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملوں سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۱)

تحریک جدید کا مقصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی مشن کو مستقل بنیادوں پر استوار کرتے ہوئے اسلامی اقدار کا احیاء و ترویج اور اشاعت و تبلیغ ہی تحریک جدید کا مقصد ہے جس کو مختلف تقاضوں کے تحت تفصیل کی خاطر ستائیس مطالبات کی صورت میں علیحدہ علیحدہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا واضح خاکہ ذہن میں آجائے اور دجالی فتنوں اور حملوں کو روکا جاسکے۔ اور ذوالقرنین ثانی کے ذریعہ سے ایک ایسا بند تعمیر کیا جائے جس سے سر ٹکرا کر دجالیت پاش پاش ہو جائے۔ اور آخر کار دجال پانی میں نمک کی طرح گھل کر بہہ جائے اور تا اسلام کے لئے ایک ایسا حصن حصین تعمیر کیا جائے کہ اس کے خلاف آزمائے جانے والے ہر قسم کے زہر آلود دل آزار اور گندے ہتھیار کی مدافعت کی جائے جیسا کہ تیسرے مطالبہ میں مذکور ہے۔

مدافعت کے تین طریق

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم میں سے جو شخص کوئی خلاف اخلاق یا خلاف دین بات دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر اسے یہ طاقت حاصل نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ طاقت بھی نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں ہی اسے برا سمجھ کر (دعا کے ذریعہ) بہتری کی کوشش کرے۔" (مسلم)

گویا اس لحاظ سے مدافعت کے لئے تین طریق بتلائے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ طاقت اور اثر و رسوخ کے ذریعہ سے دوئم زبان کے ذریعہ سے۔ سوئم دعاؤں کے ذریعہ سے اس حدیث شریف کی روشنی میں موجودہ دور کے لحاظ سے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تقریر تحریر اور دعا، ہر سہ طریقوں سے اگر اسلام کی مدافعت کی جائے تبھی نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور خصوصاً موجودہ پروپیگنڈا کے دور میں عالمگیر سطح پر اسلام کی اشاعت کا کام نہایت ہمہ گیر اور وسیع ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے آئے ہوئے پیغام کو پھیلانا ہمارا فرض ہے جس کے لئے ہمیں خاص طور پر مذکورہ تینوں طریقوں کو بروئے کار لانا ازحد ضروری ہے

اثر و رسوخ کا استعمال

ان تینوں طریقوں میں سے پہلا اور دوسرا طریق خاص طور پر تحریک جدید کے نویں مطالبہ سے بھی متعلق ہے۔ یعنی صاحب پوزیشن اصحاب لیکچر دیں۔ جیسے ڈاکٹر و وکلاء اور ایسے ہی معزز کاموں یا ملازمتوں والے اصحاب جنہیں لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تاکہ ان کے اثر و رسوخ کو اسلام کی تائید کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک حکمت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس طرح لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ اس جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ دین میں رغبت اور واقفیت رکھتے ہیں اور اس کا اثر بہت زیادہ ہوگا

صاحب پوزیشن اصحاب خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے اس قول کو مدنظر رکھیں کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ (حٰم سجدہ : ۳۴) اس کے مطابق داعی الی اللہ کی باتیں خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں۔ اور اس کے تین بڑے فائدے ہیں اوّل لیکچروں اور تبلیغ میں مشغولیت کے سبب ان کے ذاتی علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا دوئم ان کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ جو نصائح ہم دوسروں کو کرتے ہیں ان پر پہلے خود عمل کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی نیکی میں ترقی ہوتی چلی جائے گی سوئم اور سب سے بڑا فائدہ جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں بتلایا گیا ہے یہ ہے کہ ایسا شخص محبوب خدا بن جائے گا ۔۔۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ اگر تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہوگا۔ عربوں میں سرخ اونٹ نہایت عمدہ اور قیمتی ہوا کرتے تھے لیکن ہم اپنے موجودہ زمانہ کے لحاظ سے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ذریعہ سے ایک نفس بھی ہدایت پا جائے تو اس کے لئے "ایمبیسڈر" یا "امپالا" کاروں سے کہیں بہتر ہے۔

مالی مشکلات

موجودہ ترقی یافتہ دور میں اس بات کا سمجھنا چنداں مشکل نہیں کہ آج اسلام کے خلاف جو طاقتیں برسر پیکار ہیں ان کے وسائل بہت ہی وسیع ہیں اور ہر قسم کی سہولتیں انہیں حاصل ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا۔ ان کے اعتراضات کا معقول جواب دینا اور سائنسی دور میں اسلام کو قابل عمل مذہب کے طور پر پیش کرنا بھی وسیع ذرائع و وسائل کا متقاضی ہے۔ اور ان سب باتوں کی تکمیل میں قدم قدم پر مالی مشکلات حائل ہیں۔ ایسی مشکلات کے وقت ہی "مالی جہاد" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا خدا تعالیٰ کی رضامندی، فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرنے کا باعث بن جایا کرتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مقصد جتنا عظیم، وسیع اور بے پایاں ہوگا اسی قدر جد و جہد اور قربانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس قسم کی صدہا مثالیں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں بھی ملتی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں بھی۔ مضمون کے تعلق سے صرف ایک معمولی سی جھلک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور اولیں سے پیش کی جاتی ہے۔

السابقون الاوّلون کا نمونہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے پہلے سال سب سے ستائیس ہزار کا مطالبہ فرمایا تھا جس پر ہمارے بزرگوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی آواز پر عاشقانہ لبیک کہتے ہوئے ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصہ میں نقد ۳۳ ہزار روپے ادا کر دیے اور ایک لاکھ سے زاید کے وعدہ جات کئے اور خود حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹ سال میں ایک لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو چھیاسی ۱۱۸۶۸۶ روپے کے علاوہ ایک قیمتی زمین بھی دی جو تحریک جدید نے ایک لاکھ باون ہزار سات سو روپے میں فروخت کی ۔۔۔ جماعت احمدیہ کی اس عظیم مالی قربانی کو رشک آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جماعت کے ایک کٹر مخالف نے اپنے پرچہ میں یوں اظہار خیال کیا ہے کہ :-

"تحریک جدید جس کا آغاز ۱۹۳۴ء میں اس سے ہوا تھا کہ مرزا محمود نے ساڑھے ستائیس ہزار روپے (تقریباً ۹ ہزار سالانہ) کا مطالبہ جماعت سے کیا تھا اس کے جواب میں قادیانی امت نے تین سال کے عرصہ میں تین لاکھ تین ہزار روپے پیش کئے ابتداء میں یہ تحریک دس سال کے لئے تھی ۱۹۴۴ء میں مزید ۹ سال کے لئے اس تحریک کو وسیع کر دیا گیا۔ لیکن ۱۹۵۳ء میں جب "انیس سالہ قادیانی تحریک" کا دور بیت چکا تو مرزا محمود نے نئے ولولوں کے ساتھ اعلان کیا "میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تحریک جدید کو اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک تمہارا سانس ہے (الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۵۳ء) چنانچہ اس تحریک کا گزشتہ سال کا بجٹ اڑتیس لاکھ روپے سے بھی زاید ہے"

(المنبر لائلپور ۱۱ اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۔)

مختصر یہ کہ تحریک جدید میں ۱۹۳۴ء سے لے کر ۱۹۶۶ء تک کی مجموعی آمد تین کروڑ چھیاسی لاکھ تہتر ہزار روپے ہوئی ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ اس کے بالمقابل احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا حال ملاحظہ ہو کہ انہوں نے ۱۹۳۵ء میں مسجد خیر الدین امرتسر میں چندہ مانگا مگر کسی نے پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی۔ فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ !!

ہمارا فرض

اپنے اسلاف کی ان قربانیوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں اس قربانی کے معیار کو نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے تحت پہلے سے اعلیٰ نشان قائم کرنی چاہیئے

قومی زندگی کا راز جہدِ مسلسل، سعیِ پیہم اور لگاتار قربانیوں ہی میں مضمر ہے۔ اور زندہ قوم وہی کہلا سکتی ہے، جس کا ہر قدم ترقی کی طرف جا رہا ہو۔ جو اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتی چلی جائے۔ تاکہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا ایک وسیع جال ساری دنیا میں پھیل جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بھی ہم سے یہی توقع رکھتے تھے کہ:-

"دورِ اوّل تین لاکھ اسی ہزار تک پہنچا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اسے پانچ لاکھ تک پہنچا دیں تو پھر تیسرے دور والوں سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اسے آٹھ لاکھ تک پہنچا دیں گے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر یہ بات یقینی ہے کہ ہم بیرونی ممالک میں تبلیغ کا جال بچھا دیں گے اور اس کے ذریعہ اسلام کا قلعہ ہر ملک میں قائم کر دیں گے"

(الفضل $\frac{12}{27}$ ۵ ہش مطابق $\frac{12}{27}$ ۸ ھ عیسوی)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت

آخر میں دفتر سوم اور بعد میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نصیحت درج کی جاتی ہے تاکہ ہم حضور کی جماعت سے وابستہ توقعات کو بہترین رنگ میں پورا کرنے والے بنیں حضور نے نصیحت فرمائی کہ

"دفتر سوم والوں کا فرض ہے کہ وہ ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جو دفتر چہارم والوں کے لئے قابلِ رشک ہو اور دفتر چہارم والوں کا فرض ہے کہ وہ ایسا اچھا نمونہ دکھائیں جو دفتر پنجم والوں کے لئے قابلِ رشک ہو۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے یہاں تک کہ قیامت تک یہ سلسلہ چلتا چلا جائے"

(الفضل $\frac{12}{24}$ ۲ ہش مطابق ۴۲ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسلام اور احمدیت کی خاطر قربانی دینے میں اپنے اسلاف کے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں تا آنکہ ساری دنیا اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

درخواستِ دعا

مکرم محمد صدیق صاحب فانی اودھم پور کے فرزند فرید احمد کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ ان کی لڑکی رشیدہ تسنیم بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہے۔ دونوں کی صحت کے لئے اور محمد صدیق صاحب کی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی جائے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

چندہ تحریکِ جدید کا سالِ رواں ختم ہو رہا ہے

چندہ تحریکِ جدید کا سالِ رواں ۳۱ اخا (اکتوبر) کو ختم ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ ارشاد موصول ہوا ہے، کہ اس چندہ کی زیادہ وصولی کی طرف فوری توجہ دی جائے۔ سو احباب اس میعاد کے اندر مہربانی کر کے کل واجبات ادا فرمائیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو تقریباً ہر جگہ اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو کیا تم تحریکِ جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر خدا تعالیٰ کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے؟"

"سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرے پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے اور تحریکِ جدید میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟"

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب افرادِ جماعت کو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی گزر چکی ہے

گو متوقع نسبتی بجٹ کے مقابل پر اکثر جماعتوں کی وصولی نسبتی لحاظ سے بہت کم ہوئی ہے اور متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا چلی آرہی ہیں جملہ ایسی جماعتوں کو نظارت ہذا کی طرف سے علیحدہ چٹھیوں کے ذریعہ بھی بقایا کی اطلاع دی جا چکی ہے اس لئے بقایا چندہ کی ادائیگی کے لئے جملہ عہدیداران جلد توجہ فرماویں

مقامی عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ چندہ کی ادائیگی میں خود بھی اعلیٰ نمونہ پیش کریں اور بقایاداروں کو بھی سمجھائیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ آیندہ کے لئے چندہ میں باقاعدگی اختیار کریں اور بقایاجات کو جلد ادا کریں۔ اگر اپنی آمدنی سے خدا تعالیٰ کا حصہ پہلے نکال لیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ اموال میں برکت ڈال دے گا

جملہ مبلغین کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں احبابِ جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کریں اور قربانی کے معیار کو بلند کر کے سو فیصدی ادائیگی کے ساتھ فرض شناسی کا ثبوت پیش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی ادائیگی

بقایادار احباب توجہ فرماویں

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے تحریر ہے کہ حضور اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ کرم ان احباب کے لئے جو اپنے وعدہ کی ادائیگی کسی مجبوری کے تحت نہ کر سکتے تھے اس بابرکت تحریک میں اپنے وعدوں کی ادائیگی کے لئے آخر تبوک ۱۳۴۸ ہش مطابق آخر ستمبر ۱۹۶۹ء تک کی توسیع عطا فرمائی ہے

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ والہانہ محبت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ ماہ اس بابرکت تحریک کا آخری ماہ ہے۔ اس کے بعد کوئی قربانی اس تحریک میں قابلِ قبول نہ ہوگی

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

تحریکِ جدید کا ایک اہم مطالبہ - سادہ زندگی

بقیہ صفحہ نمبر ۸

... قیادت فرمائی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ خطبات ہمارے سامنے اسلامی اقتصادیات کے بہترین شاہکار ہیں۔ اگر ہم ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی عملی زندگی اسلامی اقتصادیات کے ماتحت ڈھالنے کی کوشش کریں تو جماعت کی عالمگیر کامیابی اور ترقی کے دن کو قریب سے قریب تر لانے میں مدد دے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے نظامِ خلافت کے ساتھ اپنی مخلصانہ اور خادمانہ وابستگی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اس عہدِ سعادت میں جماعت کو ان گنت ترقیات سے نوازے۔ آمین

تحریکِ جدید مستقل تحریک ہے

"تحریکِ جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے خاص مورد ہوئے"

(حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)

درخواستہائے دعا

۱- میرا لڑکا عزیز خورشید احمد آٹھ یوم سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہے۔ عزیز کی مکمل شفایابی کے لئے جملہ احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے

خاکسار محمد معین الدین چنت کنٹہ آندھرا

۲- میری اہلیہ تقریباً پندرہ بیس یوم سے سینہ میں درد اور بخار کے باعث بیمار ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشانِ کرام اور جملہ احباب کرام سے اپنی اہلیہ کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد رفیع الدین چندا پور آندھرا

۳- خاکسار نے امسال بی اے پارٹ نمبر ۲ کا امتحان دیا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے جملہ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مظفر احمد بھاگلپوری بہار

۴- میں امریکہ کے مقام اورنگیان میں ایک ہسپتال میں سرجن ہوں۔ مجھے بعض اوقات پیچیدہ قسم کے اپریشن کرنے پڑتے ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے مریضوں کو شفا بخشے۔ خاکسار ڈاکٹر محمد طاہر۔ اورنگیان پورٹ لینڈ امریکہ

اسلامی تمدن کا قیام —— اور —— تحریک جدید

خورشید احمد انور

ملی و قومی زندگی کا دار و مدار، اس کی مخصوص روایات اور مخصوص تہذیب و تمدن کی بقا پر منحصر ہے۔ تہذیب و تمدن —— جس کے ساتھ معاشرے کی اخلاقی اور ثقافتی قدریں وابستہ ہوتی ہیں۔ ہر قوم کے لئے سرمایۂ فخر ہوتا ہے اور ہر قوم اپنی مخصوص ثقافتی و تمدنی قدروں پر ہمیشہ ناز کیا کرتی ہے

ہر تحریک خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی قومی ہو یا ملی، اپنے جلو میں ایک نئی تہذیب اور نیا تمدن لے کر جلوہ گر ہوتی ہے جس کے ذریعہ ایک جاندار معاشرہ جنم لیتا ہے۔

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اس قسم کی ہزاروں تحریکیں اٹھیں۔ کتنی تھیں جو اپنے عروج کو پہنچنے سے قبل ہی قعر گمنامی میں روپوش ہو گئیں۔ اور کتنی ہی جو آج بھی پہلے سے بہت زیادہ مختلف صورتوں میں صفحۂ ہستی پر دیکھی جا سکتی ہیں۔

وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ قومی سیاسی اور مذہبی تحریکوں کے عروج و زوال کا یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ وہ وقت بھی آ گیا جس کی پہلے سے ہی الٰہی نوشتوں میں بشارت دی گئی تھی۔ انسان اپنے ذہنی ارتقاء میں اس عروج تک پہنچ گیا جسے بجا طور پر اس کا منتہائے مقصود کہا جا سکتا ہے۔ اس دور کے انسان کے لئے ضرورت تھی ایک ایسے تہذیب و تمدن کی جو فطری ہونے کے ساتھ ساتھ تمام ان تقاضوں کو بھی پورا کرنے والا ہو جو وقت کے دھاروں سے جنم لیں۔ ہاں ایک ایسا نظام حیات جو دائمی بھی ہو اور ضرورت زمانہ کے مطابق بھی وقت کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو ایک کامل۔ جامع اور عالمگیر قانون حیات اور نظام معاشرہ سے نوازا۔ جس کے نتیجہ میں ایک ایسی تہذیب ابھری جس نے آن کی آن میں تمام روئے زمین پر ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ ہاں ایک ایسا انقلاب جسے قرآنی اصطلاح میں خلق السمٰوات والارض کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جس نے فی الحقیقت زمین و آسمان بدل دیئے۔ اور بنی نوع انسان کو تہذیب و تمدن۔ ثقافت و ادب اور اخلاق و روحانیت کے نئے

چاند ستاروں سے بڑھ کر نور بنا دیا۔ یہ اسی کی جذب و کشش کا نتیجہ ہے کہ آج بھی صفحہ عالم پر بسنے والے اکثر مسلمان اسلامی تہذیب و تمدن کی حقیقی قدروں سے نابلد اور ناواقف محض ہوتے ہوئے بھی ان کے نام پر مر مٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں مسلمانوں نے اپنے مخصوص تہذیب و تمدن اور بزرگان سلف کی روایات کو زندۂ جاوید بنائے رکھنے کے لئے جس دینی حمیت و غیرت کا مظاہرہ کیا۔ وہ کسی بھی حق بین نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق اس کی صداقت کی جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر ہے اس حمیت و غیرت کا اصل سبب بھی وہ احساس تھا جو ہر آن ایک بے کراں سمندر کی طرح ان کے ذہنوں میں تلاطم برپا کرتا رہا۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ جب تک ہمارا مخصوص تہذیب و تمدن غیروں کی دستبرد سے محفوظ رہے گا تب تک ہمارے قومی و ملی وجود کو بھی کوئی بیرونی طاقت گزند نہیں پہنچا سکتی۔ ہمیں اپنی قومی و ملی بقا کے لئے بہر صورت اپنی روایات کو اپنائے رکھنا اور ان کی ہر قیمت پر حفاظت کرتے رہنا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک یہ احساس اور یہ روح مسلمانوں میں قائم رہی تب تک نہ صرف یہ کہ ان کا شیرازہ مجتمع رہا بلکہ انہوں نے بہت حد تک ایرین۔ رومن۔ ایرانی اور بابلی تحریکوں کو بھی اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنانے اور ایک طرح سے اس میں مدغم ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ مگر وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ جوں جوں یہ احساس کم اور کم تر ہوتا چلا گیا اور وہ روح جس کے سہارے مسلمان بحیثیت مجموعی امتیازی شان و شوکت کے علمبردار تھے مفقود ہوتی چلی گئی، توں توں تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ بحیثیت قوم مسلمان بھی تنزل و انحطاط کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتے چلے گئے اور آج ..... مسلمان اپنے مخصوص تہذیب و تمدن سے بیگانہ وش ہو جانے کے سبب مذہبی سیاسی قومی اور اقتصادی اعتبار سے دیگر ترقی یافتہ اقوام سے جس طور پر پسماندہ ہو چکے ہیں وہ امت مسلمہ کے لئے کسی بھی المیہ سے کم نہیں۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ ہر رونما ہونے والا تغیر و تبدل خدا کی تقدیر کا نتیجہ ہوا کرتا ہے

اسلامی تہذیب و تمدن کا یہ زوال بھی خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق تھا کیونکہ وہ مسلمانوں میں ایک نیا احساس اور نئی روح بیدار کر کے اس تہذیب و تمدن کو پہلے سے کہیں زیادہ جمال و نور سے آراستہ کر کے تمام دنیا میں پھیلانا چاہتا تھا۔ اس کا وعدہ تھا کہ وہ عارضی انحطاط و تنزل کے بعد اسلام کو ایک ایسا روحانی غلبہ عطا فرمائے گا جو نہ صرف دائمی ہو گا بلکہ اپنی عظمت و شان و شوکت میں بے مثال بھی۔

خدائی منشاء کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا وہ مبارک دور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھوں سے آغاز پذیر ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں یہ توفیق بخشی ہے کہ ہم اسلام کی فتح اور اس کے غلبہ کی آخری اور فیصلہ کن جنگ میں اپنے جوہر دکھائیں۔ اپنی نوعیت کی یہ پہلی اور آخری جنگ ہو گی۔ جس میں اپنے جان و اموال کو قربانی کے گھاٹ اتار کر بنی نوع انسان کو دائمی اور پُر سکون زندگی سے ہمکنار کیا جائے گا۔ ایک ایسا انقلاب رونما ہو گا جو پھر سے خلق السمٰوات والارض کا نظارہ پیش کرے گا۔ اور اس کے تحت تمام دنیا ایک ہی نظام معاشرہ کو اپنا کر سلک اخوت میں منسلک ہو جائے گی۔

اے اسلامی فوج کے جانباز اور ایثار پیشہ مجاہدو! اب تک آپ نے جس قدر قربانیاں پیش کی ہیں وہ واقعی آپ کی بساط اور استعدادوں سے کہیں زیادہ ہیں مگر اسلام کی فتح اور اس کا کامل غلبہ ان سے کہیں بڑھ کر قربانیوں کا متقاضی ہے۔

مستقبل کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں آج سے ہی اپنے آپ کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں کہ:-

"آئندہ ہمیں کفر سے جو جنگ پیش آنے والی ہے وہ پہلی جنگوں سے بہت بڑھ کر ہو گی اور اس میں پہلی قربانیوں سے بہت زیادہ قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اگر ہم وہ قربانیاں پیش نہیں کریں گے تو ہمارا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کبھی سرخرو نہیں ہو سکیں گے۔" (الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء)

پس جہاں آپ اپنی جان و مال کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اسلام کی دعوت دیں وہاں ضروری ہے کہ اپنے اسلاف کی مخصوص روایات اور اپنے ممتاز کلچر و تمدن کو کما حقہٗ اپناتے ہوئے ایک ایسا عملی نمونہ بھی دنیا کے روبرو پیش کریں کہ خود آپ کا وجود مجسمۂ تبلیغ و ہدایت بن جائے۔

یاد رکھئے کہ اسلام کے روحانی غلبہ کا وعدہ ایک ایسی تقدیر ہے جو بہر صورت پوری ہو کر رہے گی۔ مگر اس روحانی غلبہ کے بعد جو عظیم الشان انقلاب رونما ہونا چاہیئے وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ابھی سے اس کے لئے خود کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں۔

بس آیئے کہ ہم ہفتہ تحریک جدید مناتے ہوئے تحریک جدید کے اس مطالبہ کو بھی عملی جامہ پہنائیں جس کا تعلق اسلامی تہذیب و تمدن کے قیام سے ہے اور جو فی الحقیقت تمام مطالبات تحریک جدید کا مقصد عظمیٰ ہے حضور فرماتے ہیں:-

"تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکا نہیں دے سکتا پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکا دے لوگے یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس قسم کے کمزور لوگوں کو جو احمدیت میں رہ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں زیادہ مہلت نہیں دی جا سکتی۔ میں جماعت کو اس طرف لا رہا ہوں"

(خطبہ جمعہ ۲۰ر نومبر ۱۹۳۷ء)

اسلامی تمدن کے قیام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ہر جگہ تمام دوستوں کو اکٹھا کر کے ان سے پھر عہد لیا جائے کہ وہ اسلامی تمدن اور اس کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور احیاء دین اور قیام شریعت کر کے اپنی بنیادوں کو مضبوط کریں گے تا قبل اس کے تھوڑے عرصہ میں وہ تمدن قائم ہو جائے جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے"

(خطبہ جمعہ ۱۴ر جنوری ۱۹۳۸ء)

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور کے بیان فرمودہ ارشاد کو سمجھنے اور اس پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدی سپوتو! مبارک صد مبارک!!

از مکرم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید قادیان

(۱)

اسلام اپنی حقانیت کے ثبوت میں ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق دلائل و براہین فراہم کرتا ہے۔

اسلام سچا مذہب ہے۔ سائنسی ترقی کے اس دور میں قرآن مجید اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ ہزاروں پیشگوئیاں اس زمانے میں پوری ہو کر اس پر مہر صداقت ثبت کر رہی ہیں۔ فرعون کی نعش کا برآمد ہونا۔ پہاڑوں کا سیر گاہ بننا۔ دریاؤں سے نہریں نکلنا۔ ریڈیو اور نئی سواریوں کی ایجادیں۔ چاند پر پہنچ کر "اِذَا انْشَقَّ" کی صداقت ظاہر ہونا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور پر کسوف و خسوف ایک ہی ماہ رمضان میں ہونا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہونا۔ یہ معجزات ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے دیگر ادیان عاجز ہیں۔

عیسائیوں نے تو اس سائنسدان کو ہلاک کر دیا تھا جس نے بتایا تھا کہ کرۂ زمین دنیا کا مرکز نہیں۔ چاند پر انسان کے پہنچنے پر وارانسی (بنارس) کے ایک پنڈت نے اعلان کیا کہ جس چاند پر خلاباز نے قدم رکھے ہیں یہ وہ چاند نہیں جس کی پوجا بھارت کے کروڑوں مرد و زن کرتے ہیں۔ دوسری طرف انسان کے چاند پر قدم رکھنے کی خبر سن کر سرینگر کے ایک جوتشی پنڈت جی نے نوگرہ پوجا سے چاند کو خارج کر دیا (روزنامہ پرتاپ ۲۸/۷/۶۹ بحوالہ ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی ۱/۸/۶۹ صفحہ ۱)

دراصل مجلسی، تمدنی، اخلاقی اور روحانی میدانوں میں کوئی مذہب بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یورپ نے اسلامی طلاق و خلع پر اعتراض کیا لیکن جائز ضرورتوں کا علاج ان کے مذاہب پیش نہ کر سکے۔ اور پھر طلاق و خلع کی اجازت ملی تو ان میں یہ لوگ افراط کی رو میں بہہ گئے اور اب فحاشیت اور عریانیت کے سیکڑوں میں یہ تمام اقوام غرق ہو گئی ہیں۔ اس وقت تک دنیا کی بڑی عیسائی اقوام میں صرف آئرلینڈ ایسی ہے جن کے ہاں اب تک طلاق ناجائز ہے اور یہ آٹھوں کیتھولک ہیں ان میں سے اٹلی میں جو کلیسیا کا خاص وطن ہے۔ امتناع طلاق ختم ہونے کو ہے (ہفت روزہ صدق جدید ۱۱/۶۹ بحوالہ امریکی اخبار ٹائم بابت جون)

بھارت جو قدیم تہذیب ہونے کا گڑھ تھا اس میں بھی ... سے کیتھولک فلموں ... عریانیت وغیرہ کی سفارش دیکھ کر "بھارت کے اخلاقی محل کی گرتی ہوئی دیواروں کے نیچے ایک بم رکھنے کی سفارش کر دی ہے ...... ہو سکتا ہے کہ لنڈن کے ہائیڈ پارک کے نظارے نئی دہلی کی پارکوں میں نظر آنے لگ جائیں"

(پرتاپ جالندھر ۲۸/۸/۶۹ صفحہ ۲)

(۲)

دیگر مذاہب کا تھوڑا سا حال سن لیجیے باوجود یورپ کی ظاہری ترقی کے برطانیہ میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کے درمیان فسادات ہونے کی وجہ سے شمالی آئرلینڈ کی فوجیں اس میں داخل ہونے کے لئے تیار کھڑی تھیں (روزنامہ الجمعیۃ ۸/۸/۶۹ صفحہ ۱)

جگت گورو شنکر اچاریہ جی کی عظیم شخصیت یہ پرچار کر رہی ہے کہ ہندو مذہبی کتب کی رو سے چھوت چھات ثابت ہے۔ اس سے ادنیٰ ذاتوں پر گہرا اثر پڑا اور ان کے ایک رہنما نے کہا کہ ہمیں اس عدم مساوات کے باعث سوچنا پڑے گا کہ آیا ہم اس مذہب میں شامل رہیں۔ اخبار سٹیٹسمین نے پون صدی قبل اس بارے میں یہ عجیب واقعہ لکھا کہ جون ۱۸۹۴ء میں علی پور کی عدالت میں ایک پنڈت سر برہمت نے دوسرے پنڈت برہمت کے خلاف استغاثہ پیش کیا کہ اس نے یہ افواہ پھیلا کر کہ میں نے کسی عیسائی کے ساتھ کھانا کھا لیا ہے اور اس لئے بے دھرم ہو گیا ہوں مجھے بدنام کیا ہے اور میری ہتک عزت کی ہے۔ عدالت نے درخواست قبول کر کے ملزم کے نام سمن جاری کر دیا (بحوالہ صدق جدید ۹/۶۹ صفحہ ۱)

گجرات کی اسمبلی میں سرکاری طور پر بتایا گیا کہ ایک گاؤں میں جسے کہ چھوت چھات دور کرنے کے سلسلہ میں انعام ملا تھا ایک سرکاری تقریب کے بعد جس میں ہریجنوں اور اونچی ذات کے ہندوؤں نے ایک ساتھ پانی پیا ہریجنوں کو ایک عام کنوئیں سے پانی پینے پر زد و کوب کیا گیا اور ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ اور اونچی ذات کے ہندوؤں نے گنگا کی قسم کھائی کہ اگر ہریجنوں نے اس کنوئیں سے پانی لیا تو وہ انہیں اپنے کھیت پر کام نہ دیں گے۔

(روزنامہ الجمعیۃ ۹/۶۹ صفحہ ۲)

... گئے ... بارہ کروڑ روپے کے چاول، گھی وغیرہ صرف کئے جا چکے (۲۲/۹/۶۹ صفحہ ۲ بحوالہ ہفت روزہ انگریزی بلٹز بمبئی۔)

(۳)

اسلام کی خوبیاں ہمیشہ سے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات پر گہرا اثر ڈالتی رہی ہیں اور ڈال رہی ہیں۔ دور اول میں تمام طبقات کو اسلام نے اپنے دامن میں پناہ دی اور ان کی ترقیات کے سامان کئے اور ایک قابل فخر برادری قائم کی۔ چنانچہ سابق وزیر اعظم بھارت پنڈت نہرو اپنی انگریزی کتاب "تلاش ہند" میں بیان کرتے ہیں:-

"اسلام ہندوستان میں سیاسی طاقت بن کر آنے سے پہلے مذہب کی حیثیت سے آچکا تھا" (صفحہ ۲۴۷)

"اسلام نے ہندوستان پر حملہ نہیں کیا وہ اس سے کئی صدی پہلے یہاں آچکا تھا" (صفحہ ۲۵۳)

"شمال مغرب سے آنے والے ... (لوگوں) اور اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئی تھیں۔ یعنی ذاتوں کی تفریق، چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکارا کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہنوں پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے۔

.... یہاں ہندو مذہب کے ہر پیرو کو آزادی تھی کہ وہ عبادت کا جو طریقہ چاہے اختیار کرے۔ .. یہاں ایک چیز خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ عام طور پر پوری پوری جماعتیں ہندو سے مسلمان ہو جاتی تھیں" (صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰)

"آجکل ... اگر کوئی شخص ... اسلام قبول کر لیتا ہے تو ہر طرف غم و غصہ کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں ... یہ شورو شغب سیاسی اسباب کے ماتحت ہے .... سیاسی وجوہ کے علاوہ ہندو مذہب میں بھی ایسا یہ رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ دوسرے مذہب والوں کو شامل کئے جانے کے ذریعہ ہندو بنا لیا جائے۔ یہ ان بالواسطہ اثرات میں سے ایک اثر ہے جو اسلام نے ہندو مذہب پر ڈالے ہیں ... کٹر قسم کے ہندو اب بھی شدھی کو جائز نہیں سمجھتے .... بنارس کے پنڈتوں ... (ریاست کشمیر کے راجہ کو) فتوے دیا کہ اس طرح مذہب کی تبدیلی جائز نہیں ہے" (صفحہ ۲۸۱)

(ہفت روزہ الجمعیۃ ۵/۹/۶۹ صفحہ ۱۲)

سٹالن روس کے ڈکٹیٹر نے مذہب اور خصوصاً اسلام کے خلاف منظم پروپیگنڈا کیا لیکن اس کی لڑکی سوتیلانا کو اسلام کی مدد لینی پڑی۔ اس کی شادی پر سٹالن نے پانچ لاکھ ڈالر کی خطیر رقم صرف کی تھی۔ لیکن اس کی ازدواجی زندگی ختم ہو گئی۔ اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد بھارت کے موجودہ وزیر خارجہ دنیش سنگھ کے بھائی مسٹر برجیش سنگھ سے جو روس میں تھے شادی کی تھی۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی کہ ان کی دو بیویاں ہندوستان میں موجود تھیں اور روسی قانون ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت نہ دیتا تھا سو اس نے اسلام قبول کر کے اسلامی قانون کے مطابق سوتیلانا سے شادی کر کے اس مشکل پر قابو پا لیا۔

(بیان سوتیلانا۔ ہفت روزہ الجمعیۃ ۵/۹/۶۹ صفحہ ۲)

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایسی ہوا چلائی ہے کہ قلوب اس کی طرف کھچے آ رہے ہیں۔ چنانچہ موصوفہ کہتی ہیں کہ "میری پرورش ایک ایسے خاندان میں ہوئی جہاں خدا کا نام بھی نہ لیا جاتا تھا لیکن جب میرا ذہن پختگی پر پہنچا تو مجھے احساس ہوا کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی کے دل میں خدا موجود نہ ہو۔"

(" " صفحہ ۱۱)

اس زمانہ کے فرعون سابق وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے مسٹر یوگاگرین کے خلائی پرواز سے واپسی کے بعد اعلان کیا تھا کہ کوئی خدا موجود نہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ فرعون مصر کی ملکہ کی طرح اس کی بیوی خدا پر ایمان رکھتی تھی۔ چنانچہ یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ وہ کینسر کی مریضہ تھی۔ اور آخری ایام میں ایک عبادت خانہ میں جایا کرتی تھی۔

(۴)

لاریب اسلام بہر صفت موصوف ہے اور وہ مجسم محاسن ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا فی زمانہ مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے کے اہل ہیں:-

ا۔ بھارت میں تو مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اسلامی خصائل پر جو ہمارا مقصد وحید ہے اس کا زور نہیں ہے۔ وہاں مخلوط تعلیم رائج کی گئی ہے جس میں دینیات اختیاری مضامین

بنا دیئے گئے ہیں " یہ اہل جامعہ کی اپنی مرعوب ذہنیت اور سیکولرزم کی غلط تعبیر کا نتیجہ ہے " (مضمون پروفیسر اعزازالدین احمد صدقِ جدید ۲۵/۷/۶۹ ص۳)

۲۔ مکرم مدیر اعلیٰ صاحب کا تجربہ ہے کہ آج کل کے سنی مسلمان اجتماعی کاموں پر کچھ بھی صرف کرنے کو تیار نہیں (ہفت روزہ الجمعیۃ ۲۲/۸/۶۹ ص۱۹) البتہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک علاقہ میں جو مسلم مذہبی اور تبلیغی جماعتوں کا مرکز ہے شادیوں پر طوائفوں کو ناچ کے بعد دیگر صدہا روپے کے ساتھ دس دس روپے کے وہ نوٹ بھی دیئے گئے جو فرش پر بچھا دیئے گئے تھے۔ اور ایک شادی میں سامعین کے صدہا روپے کے ساتھ دولہا کا کئی سو روپے کے نوٹوں کا ہار بھی طوائف کو دیا گیا (روزنامہ الجمعیۃ ۲۵/۸/۶۹)

۳۔ اس وقت جبکہ ہمیں اتحادِ ملی کی بحد ضرورت ہے لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد ہوا جس کا خلاصہ صدر صاحب جمعیۃ العلماء نے گورکھپور کے جلسۂ عام میں یہ بیان کیا:۔

" جان و مال کی تباہی، مساجد و مقابر کی بے حرمتی، آتشزدگی، کمزور بوڑھوں اور عورتوں پر حملے جس سفاکانہ اور ظالمانہ طور پر ہوئے ہیں...... دین و ملت کی پیشانی پر ایک کلنک کا ٹیکہ...... ہے " (ایضاً ۶/۸/۶۹ ص۲)

اس بارے میں مراد آباد کے اے شاکر صاحب نے اخبارات کو بیان دیا جس میں کہا:۔

" ہم خود ہی اسلام کو پارہ پارہ کئے دے رہے ہیں... ہماری تباہی میں کسر ہی کیا باقی رہ گئی ہے جسے ہم پورا کر رہے ہیں... اب مسلمان اور اسلام...... کا خاتمہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں۔ ... بہتر یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے کہہ دیں کہ آپ لوگوں کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم خود ہی آپس میں لڑ لڑ کر اپنا قلع قمع کر لیں گے۔ آپ بس تماشا دیکھئے...... کتنی شرم کی بات ہے کہ غیر لوگ ہم سے ... کہیں کہ ... اختلافات ختم کیجئے ہمیں چلو بھر پانی میں ڈوب جانا چاہئے "

(" ")

۴۔ مسلم ممالک کا نمونہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حجاز کی تیل کی آمدنی کا ایک بڑا مصرف شاہ سعود کی انتہائی مہنگی زندگی کی قیمت ادا کرنا تھا۔ اب ان کی وفات کے بعد ان کی اس مہنگی شاہانہ زندگی کو بارہ ملین ڈالر کے خرچ سے فلمایا جائے گا" (ہفت روزہ الجمعیۃ ۸/۶۹ ص۶)

یہ کیفیت ہے اس وقت کی جب کہ خود عالمِ عرب معرضِ خطر میں ہے اور حدیث شریف کے مطابق مسیح دجال (بصورت امریکی حکومت اور اسرائیل) کعبہ شریف کا طواف گویا اسے نقصان پہنچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور یہ خطرہ بیش از پیش ہو رہا ہے

(۵)

قریب کے عرصہ میں انڈونیشیا میں ہندو آبادی میں اسلام اپنی فطری اور ذاتی محاسن کے باعث پھیل کر غالب اکثریت بن گیا۔ لیکن مسلمانوں کے مفکر دماغ بخوبی سمجھتے ہیں کہ تبلیغ میں گزشتہ عرصہ میں کوتاہی کی گئی چنانچہ روزنامہ الجمعیۃ کے اداریہ میں مرقوم ہے:۔

" مسلمانوں میں اضافہ تبلیغ کے ذریعہ ہونا چاہیئے۔ ماضی میں بھی دنیا کے ہر حصہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھی مگر .... اشاعت کے ذریعہ.... مگر گزشتہ پچاس سال میں اشاعت کے دروازے بند ہو گئے۔ اور مسلمانوں میں اضافہ کی رفتار میں بریک لگ گیا... اور اس میں مسلمانوں ہی کا قصور تھا۔ "

(۸/۷/۶۹ ص۳)

یہ بیان ان کا جماعتِ احمدیہ کے سوا دیگر مسلمانوں کے متعلق ہے۔ جماعتِ احمدیہ اسلام کو پھیلانے میں منہمک رہی۔ باوجودیکہ بار بار مقامی حکومتوں کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کے استیصال کی کوشش کی گئی لیکن جماعت اپنی منزل کی راہ پر رواں دواں رہی۔ مغربی افریقہ کے متعدد ممالک میں سینکڑوں مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ بیسیوں رؤسا (چیفس) آغوشِ احمدیت میں آئے۔ اس وقت گیمبیا کے گورنر جنرل بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں۔ بیسیوں ممالک میں اشاعت کا کام روز افزوں ہے۔ قرآن مجید کے تراجم ہوئے آخری پون صدی میں ہر مذہب و ملت کے اعلیٰ طبقہ تک پیغامِ اسلام پہنچایا گیا۔ متعدد بیرونی مشن خود کفیل ہیں۔ دنیا بھر کی جماعتیں مراکز کے ذریعہ اور انفراداً اور اپنی اپنی جماعت کے ذریعہ جو اخراجات کرتی ہیں ان کا اندازہ کم و بیش دو کروڑ روپیہ ہوگا۔ اسلامی جماعت کے اخبار " دعوت " کے دفتر میں ایک امریکی نومسلم یوسف مظفر الدین خالد صاحب نے امریکہ میں اسلام کے مستقبل پر سیر کن گفتگو کی۔ اس میں انہوں نے کہا کہ:۔

" خیال کیا جاتا ہے کہ کولمبس کی آمد سے بھی قبل انفرادی طور پر عرب تاجر امریکہ پہنچ چکے تھے اور اسلام کا پیغام مقامی باشندوں تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد جیسا کہ تاریخی حقائق بتاتے ہیں پہلی جنگِ عظیم کے بعد بہت سے مسلمان ہندوستان سے گئے جن کا تعلق قادیانی فرقہ سے تھا۔ "

(بحوالہ ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۳/۶/۶۹ صفحہ نمبر ۹)

(۷)

سکندرِ اعظم نے دنیائے معلومہ کا بہت سا حصہ فتح کیا۔ کسی نے فضاء میں پہلی بار اڑان کی کسی نے کوئی دوا ایجاد کی۔ بجلی پیدا کرنے کا طریقہ تلاش کر لیا۔ کسی نے پہلی بار خلاء میں پرواز کی اور کسی کو پہلی بار چاند کے قریب تک پہنچنا نصیب ہوا۔ پہلی دفعہ ایک شخص کو چاند پر قدم رکھنے کا موقعہ ملا۔ ہر ایسے تاریخ ساز پر اس کو اور اس کی قوم کو بجا فخر و انبساط حاصل ہوا۔

اے جماعتِ احمدیہ! تمہیں مبارک۔ صد مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا یہ عروج لازوال نعمتوں کا حامل ہے حضورؑ ثریا سے معلق ایمان ہمارے لئے واپس لائے اور ہمیں ایمان نصیب ہوا۔ جبکہ "عُلَمَاءُهُمْ" کا جو حال ہے محتاجِ بیان نہیں باوجودیکہ جماعتِ احمدیہ مال و منال عزت و وجاہت اور تعداد میں سمندر کے مقابلہ میں قطرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس "شِرذمة قليلون" کے ہاتھ پر اسلام کی فتح کو مقدر کر رکھا ہے۔ ہماری کوششیں بیشک ظاہری لحاظ سے کم حیثیت ہیں لیکن ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ قادر، توانا اور "فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ" ہے۔ اس کی تقدیر بہر حال غالب ہوگی۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنی مقدور بھر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تقریر میں فرمایا:۔

" اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو۔ ہاں تم کو۔ ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں۔ اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر۔ اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریکِ جدید کو جاری کیا ہے...... محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے پس میری سنو... تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ آمین "

حالات کے مطابق بدلنے کی ضرورت

ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

" اگر ایک مکان بنانے والے کو اپنے حالات بدلنے پڑتے ہیں۔ اگر شادی بیاہ کرنے والے کو اپنے حالات بدلنے پڑتے ہیں۔ اگر تجارت کرنے والے کو اپنے حالات بدلنے پڑتے ہیں اور اسے اپنی آمدن میں سے ایک حصہ ان اشیاء کے لئے الگ کرنا پڑتا ہے تو وہ قوم جس کے ذمہ ساری دنیا کی روحانی فتح ہے۔ اور جس نے دنیا کو بدل کر ایک نئے رنگ میں ڈھالنا ہے اس کے لئے اپنے حالات میں کتنے بڑے تغیر اور کتنی عظیم الشان تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جب بھی کوئی جماعت قائم کی جاتی ہے صرف اس لئے قائم کی جاتی ہے کہ وہ "تکسب المعدوم" کے مطابق ان اخلاقِ فاضلہ کو جو دنیا سے مٹ چکے ہیں پھر دوبارہ قائم کرے اور پھر نیکی اور تقویٰ کی رَو دنیا میں چلا دے جب تک کوئی جماعت اس کام کو سرانجام نہیں دیتی اس وقت تک اس کا وجود دنیا کے لئے قطعاً کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ " (الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء)

محض خدا کے لئے قربانی کرنے والی جماعت

" اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں آگے بڑھنے کا تحریکِ جدید کے ذریعہ ایک عظیم الشان موقعہ عطا فرمایا ہے اس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے ان بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پرواہ نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بیشک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں مگر محض خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردے پر سوائے احمدیہ جماعت کے اور کوئی نہیں وہ اس رنگ میں قربانی کا ایک امتیازی رنگ رکھتی ہے جس کی مثال دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی " (ارشاد حضرت مصلح موعودؓ)

جماعت احمدیہ کیلئے زندگی بخش تحریک ـــ تحریک جدید

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی و انچارج تبلیغ یو۔پی۔ جموں و کشمیر

خدائی جماعتیں مخالفت کی تیز و تند آندھیوں میں سے گزرتے ہوئے اپنا راستہ بناتی ہیں۔ جماعت احمدیہ بھی ایک الٰہی تحریک ہے اور خدا کی منشار کے ماتحت قائم ہوئی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس لئے ضروری تھا کہ اس کی بھی مخالفت اسی طرح ہوتی جس طرح پہلے زمانہ میں خدائی جماعتوں کی ہوتی رہی ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اس وقت کے علماء فقہا صوفیا اور گدی نشینوں نے جس رنگ میں کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی مخالفت اسی رنگ میں ہوئی جس رنگ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ماموروں کی مخالفت ہوتی ہے۔ اور اس مخالفت میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ اور مخالفوں اور دشمنوں کو خائب و خاسر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد جبکہ جماعت احمدیہ کی قیادت سیدنا حضرت محمود رضؓ کے ہاتھ میں تھی۔ کچھ لوگ اٹھے اور قادیان میں جماعت احمدیہ کو تباہ و برباد کرنے کے ارادے سے جمع ہوئے۔ اس اجتماع میں ایک مسخرے شاعر نے یہ بھی کہا ؎

ایہہ عمارت جیہڑی کھڑی اسے رت اُتے
اس نوں ڈھان لئی ایہہ معمار آئے

لیکن عمارتوں کو گرانے والے ان عجیب معماروں کو کیا خبر تھی کہ یہ عمارت تو خدائی ہاتھوں سے تعمیر ہو رہی ہے۔ جو بھی اس عمارت کے ساتھ ٹکرائے گا وہ تو خود چکنا چور ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے قائد سیدنا حضرت محمود رضؓ نے بھانپ لیا کہ دراصل یہ مخالفت جماعت کو بیدار کرنے کے لئے ہوئی ہے اس لئے آپ نے القاء الٰہی کے ماتحت جماعت میں ایک نئی روح پھونکنے کا فیصلہ فرمایا۔ اور جماعت کے سامنے ایک زندگی بخش تحریک رکھی۔ اس کا حضور نے تحریک جدید نام رکھا۔

دراصل آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریکات کو ہی ایک نئے جوش اور نئے ولولے کے ساتھ جماعت کے سامنے پیش کر کے جماعت میں قربانی کی روح پھونکی اور احباب جماعت کو متنبہ کیا کہ وہ اپنی کمزوریوں کو دور کریں۔ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کریں اور اشاعت اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کے لئے تیار ہو جائیں۔

تحریک جدید کے اجراء کے وقت سیدنا حضرت مصلح موعود رضؓ کے سامنے دو اہم پہلو تھے

اوّل۔ جماعت کی اندرونی اصلاح کر کے خدا تعالیٰ سے اس کے تعلق کو مضبوط کرنا اور قربانیوں کے لئے تیار کرنا

دوم۔ دشمن کا دفاع اور غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا جال پھیلانے کا کام۔

تحریک جدید کے یہ دونوں پہلو آج بھی نہایت ہی ضروری ہیں۔ اس وقت جبکہ تحریک جدید کا ہفتہ منایا جا رہا ہے سیدنا حضرت مصلح موعود رضؓ کے ارشادات کی روشنی میں ان ہر دو پہلوؤں پر مختصر سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ ہفتہ تحریک جدید کے موقع پر احباب ان دونوں پہلوؤں کو ہمیشہ نظر رکھیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضؓ نے جماعت کی اندرونی اصلاح کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔

ہر احمدی خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے پر زیادہ زور دے۔ اپنے آپ کو قربانیوں کے لئے تیار کرے اور اس کے لئے اپنے کھانے میں سادگی اختیار کرے۔ لباس میں سادگی اختیار کرے۔ سینما تھیٹر وغیرہ لغویات سے پرہیز کرے۔ اس سلسلہ میں حضورؓ کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کر دیں۔ تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں"
(الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے"
(خطبہ جمعہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

"میں نے جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور سادہ زندگی بسر کرنا فرض نہیں نفلی ہے۔ یعنی جو چاہے اختیار کرے اور جو چاہے نہ کرے مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کے بغیر جماعت میں قربانی کا صحیح مادہ کسی صورت میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے اور اگر تم سمجھو کہ اس کے بغیر تم روحانیت کا مقام حاصل کر لو گے تو یہ نفس کو دھوکا دینے والی بات ہے۔

بیشک یہ نفلی قربانی ہے مگر بعض نفلی قربانیاں بھی بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوافل کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ علیٰ شفا حفرۃ من النار ہے۔ بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے .... علاوہ ازیں سادہ زندگی اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہو گی جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں اور نہ غربت و امارت کا امتیاز دور ہو گا۔"
(خطبہ جمعہ ۱۲ ۱۵ ہش)

"کم خوری۔ کم گوئی اور کم سونا۔ یہ روحانی ترقیات کے لئے اولیاء اللہ ضروری بتاتے ہیں .... ہمیں سپاہیانہ طور پر زندگی بسر کرنی چاہئے اور اپنی تمام زندگی کو مختلف قیود کے ماتحت لانا چاہیئے .... دوستوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سادہ زندگی کی طرف متوجہ ہوں اور بجائے اس کے کہ وہ ان قیود کو کم کرنے کی کوشش کریں انہیں چاہیئے کہ زیادہ تعہد کے ساتھ ان مطالبات پر عمل کریں۔ بلکہ گزشتہ سالوں میں جن لوگوں نے ان مطالبات پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے انہیں بھی اس طرف لانے کی کوشش کریں تا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی برکتیں نازل ہوں اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے راستے میں جو مشکلات حائل ہیں وہ دور ہو جائیں اور خدا اور اس کے رسول کا جلال دنیا میں ظاہر ہو"
(خطبہ ۱۵ ۴ ہش)

(سینما اور تماشے) "ان کے متعلق میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما سرکس تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشا میں بالکل نہ جائے۔ اور اس سے کلی پرہیز کرے ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت کو سمجھتا ہے۔ اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشا وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے"
(خطبہ جمعہ ۱۳ ۲۳ ہش)

"تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر بناؤ۔۔۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکا دے لو گے یہی احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس قسم کے کمزور لوگوں کو جو احمدیت میں رہ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں زیادہ مہلت نہیں دی جا سکتی۔"
(خطبہ جمعہ ۱۲ ۲۶ ہش)

حضور کے ان فرمودات کو آج بھی جماعت کے ہر فرد کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے

تحریک جدید کے دوسرے پہلو کے بارہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے جو کوشش فرمائی وہ ہمارے سامنے ہے اسی پہلو کا یہ نتیجہ ہے کہ جماعت کی مالی قربانیوں کے نتیجہ میں آج مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشن قائم ہو چکے ہیں سینکڑوں مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ متعدد زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور یہ بات ایک حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ چکی ہے کہ جماعت احمدیہ کی وسعت اور اکناف عالم میں اس کے مشنوں کا جال بچھ جانے کی وجہ سے اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور یہ سب کچھ تحریک جدید کے ذریعہ ہو رہا ہے لیکن ہنوز بہت کام باقی ہے ابھی بہت سے ممالک تشنہ ہیں۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو ہم بھارت کے احمدیوں کے سامنے اپنے ملک میں ہی کام بہت وسیع ہے۔ اور ہمارے ذرائع کمزور ہیں۔ اس لئے کمر ہمت باندھنے کی ضرورت ہے۔ اور مالی قربانیوں کے میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے سیدنا حضرت مصلح موعود رضؓ فرماتے ہیں:۔

"میں تو اسلام کے لئے بھیک مانگنے سے بھی نہیں ڈرتا اور میں اسلام کے لئے جھولی ڈالنے کو تیار ہوں۔ اور اگر میری اولاد میں سے کوئی ایسا ہو جو اسلام کے لئے بھیک مانگنا پسند نہ کرتا ہو تو میں اس کی شکل تک دیکھنے کو تیار نہیں"
(مشاورت ۱۳۱۹ ہش)

پھر فرمایا:۔

"جب تک ایک شخص بقائے ادا نہ کرے تحریک جدید اسے کوئی نفع نہیں دے سکتی ... جو شخص اپنے پہلے حقوق ادا نہ کرتے ہوئے مزید وعدے کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکاتا ہے"
(خطبہ جمعہ ۱۲ ۱۵ ہش)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تحریک جدید کے مطالبات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

قصبہ راٹھ ضلع ہمیرپور میں صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۲۲-۲۳ اخاء ۱۳۴۸ ہش بمطابق ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء

کانفرنس میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ احباب مستورات کو بھی ہمراہ لائیں

صوبہ اُتر پردیش (یو-پی) کی جماعتوں اور احباب کی اطلاع کے لئے یہ ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ "راٹھ" میں احمدیہ صوبائی کانفرنس ۲۲-۲۳ اخاء ۱۳۴۸ ہش بمطابق ۲۲-۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کیلئے جماعت راٹھ انتظام کر رہی ہے۔ مرکز کی طرف سے اس کانفرنس میں علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔

حسب دستور سابق اس مرتبہ بھی صوبائی کانفرنس راٹھ میں مستورات کا علیحدہ اجلاس بھی ہوگا۔ اس لئے صوبہ یو-پی کی تمام جماعتیں و احباب مستورات کو بھی ہمراہ لائیں۔ کانفرنس میں شرکت فرمانے والے احباب و مستورات کے قیام و طعام کا انتظام جماعت راٹھ کی طرف سے ہوگا۔

احباب جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش (یو-پی) سے درخواست ہے کہ ان تاریخوں میں صوبائی کانفرنس میں زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر اُسے کامیاب بنائیں۔

جماعتیں کانفرنس کے سلسلہ میں خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں:-

مکرم اسرار محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ۔ راٹھ۔ ضلع ہمیرپور۔ (یو-پی)

P.O. RATH Distt: HAMIRPUR (U.P.)

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اخبار بدر رعایتی قیمت پر

صاحب حیثیت دوستوں کے لئے ثواب کا موقع

ایک دوست نے کچھ رقم اس تجویز کے ساتھ اعانت بدر کیلئے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا کہ جو بعض مستحق دوست نصف قیمت ادا کر کے اپنے نام سال بھر کے لئے اخبار بدر لگوانا چاہیں تو نصف قیمت اس فنڈ سے ادا کی جائے۔ ایسے مستحق دوستوں کی درخواستیں موصول ہو رہی ہیں۔ لیکن دوسرے ذی ثروت دوستوں کے لئے بھی ثواب حاصل کرنے کا یہ ایک اچھا موقع ہے۔ اخبار کی اس طرح اعانت سے اس کی اشاعت بھی بڑھے گی اور زیادہ سے زیادہ احباب اپنے مرکزی اخبار کا مطالعہ کر کے اس سے رُوحانی اور تبلیغی و تربیتی استفادہ کر سکیں گے۔ ادارہ ان دوستوں کا خصوصیت سے شکرگزار ہوگا جو اس طور پر اخبار کی اعانت کر کے اس کی اشاعت بڑھانے میں مدد دیں گے۔ ایسے احباب قرآن کریم کی آیت کریمہ وَاِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ پر ضرور نگاہ رکھیں اور اس کی برکات کا حقدار بننے کی کوشش کریں ——— بدر کی نصف قیمت پانچ روپیہ ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ جماعت کے بہت سے احباب آسانی کیساتھ اس اعانت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے آمین۔ مینیجر بدر قادیان

ہفت تحریک جدید ……… بقیہ اداریہ صفحہ ۲

زندگی حرکت ہی میں ہے۔ قربانیاں مسلسل پیش کی جاتی رہیں گی تو جماعت کی زندگی کی بھی بقا ہے۔

مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ خدمت دین کے لئے جانی قربانیوں کے لئے بھی میدان وسیع ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے ہندوستان میں اس زندہ روحانیت کو پھیلانا ہے جس کی دنیا کو بالخصوص ہمارے وطن مالوف کو بے حد ضرورت ہے۔ دنیا اپنے مالک حقیقی سے بہت دور جا رہی ہے۔ جس قدر سائنسی ترقی آگے بڑھی ہے، یہ دنیا اتنی ہی دور اپنے خدا سے ہوتی جا رہی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ تباہی کے آتش فشاں پر کھڑی دنیا کو بچائے۔ آپ تبلیغ کریں اور محبت اور پریم کے ساتھ اپنے ہم وطنوں کو سچے خدا کا رستہ دکھائیں۔ مرکز میں آپ کے چندوں سے مؤثر اور دلنشین لٹریچر تیار کیا جاتا ہے۔ آپ کے بچوں کو دینی تعلیم دے کر انہیں تبلیغی میدان کے قابل بنایا جاتا ہے۔ تا دعوت و تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کا یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ جاری رہے۔

دینی تعلیم کے لئے آنے والے بچوں کی موجودہ تعداد نہایت درجہ ناکافی ہے۔ ساٹھ کروڑ کی آبادی والے ملک کو ہزاروں باقاعدہ مبلغین کی ضرورت ہے۔ اور جس سرعت کے ساتھ الحادی طاقتیں نوع انسان کے خیالات کو خدائے واحد و یگانہ سے پھیر رہی ہیں۔ یہ ایک تشویشناک مسئلہ ہے۔ جماعت کے ایک ایک فرد کو ان حالات پر اچھی طرح سے سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ بھائیو! جاں بلب پیاسی روحوں کو بچانے کے لئے آپ ہی نے قربانیاں دینی ہیں۔ اور خدا سے اس کا اجر پانا ہے۔ خوش قسمت ہیں جماعت کے وہ احباب جن کو خدائے ذو العرش نے اس زمانہ میں اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا جو خدا کی روحانی فوج کا سپاہی بن جاتا ہے وہ کسی بھی قربانی سے کیسے پس و پیش کر سکتا ہے۔ پس بھائیو! ہفتہ تحریک جدید منائیں اور اس کو خاص جذبہ کے ساتھ کامیاب کریں۔ تحریک جدید کی برکات سے ایک ایک فرد جماعت کو واقف و آگاہ کریں۔ اُسے پیار اور محبت کے ساتھ بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی تلقین کریں۔ انسان کی نفسیات میں یہ امر داخل ہے کہ جب تک کسی بات کی اہمیت اور اس کے افادی پہلو کا علم نہیں ہوتا اس سے غفلت ہو سکتی ہے۔ لیکن علم ہو جانے پر سعادتمند طبائع پہلے کی کسر پوری کر دیتی ہیں۔ پس تحریک جدید کے مالی مطالبہ میں بھی احباب کو شامل کریں اور دوسرے مطالبات بھی ان پر روشن کر دیا۔ تا انہیں اس میں حصہ لیتے ہوئے سہولت بھی ہو اور ان کے دلوں میں بشاشت بھی پیدا ہو۔

آخر میں ایک قرآنی نکتہ بھی یاد دلاتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلص مسلمانوں کو بتایا ہے کہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ کہ اگر تم خدا کے دین کی اشاعت میں نظام جماعت کی مدد کرو گے اور اس میں حصہ لو گے تو زندگی کے دوسرے شعبوں میں خدا تمہاری بھی مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثبات قدم بخشے گا۔ پس اس نکتہ سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے لئے خدا کی نصرت و تائید کو خاص کر لیں ——— وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق ؎

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ ربّانی
زبہرِ ناصرانِ دینِ حق نصرت شود پیدا
(مسیح موعودؑ)

—※—

REGD. No. P. 67 PHONE NO. 3..

The Weekly Badr Qadian

TAHRIK-I-JADID NUMBER

خدا تعالیٰ ہمارے لئے وہ دن قریب سے قریب تر لانا چاہتا ہے

جب ہم نے اسلام کی لڑائی کو اُس کے اختتام اور کامیاب اختتام تک پہنچانا ہے

ارشاد فرمودہ حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم نے ساری دنیا میں اِسلام کی تبلیغ کرنی ہے۔ ہم نے چپہّ چپہّ پر محمد رسُول اللہ کی حکومت قائم کرنی ہے۔ یہ کام چند دِنوں کا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کا ہے۔ پس اب تمہیں بھی یہی کہنا چاہیئے کہ اب تین یا اُنیس کا کیا سوال ہم اِسلام کی حفاظت کیلئے اس کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ دشمن ہماری لاشوں پر سے گزرے بغیر اِسلام کے جِسم تک نہیں پہنچ سکتا۔

اب ہمارے لئے یہ اَمر واضح ہوگیا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمارے لئے وہ دِن قریب سے قریب تر لانا چاہتا ہے، جب ہم نے اِسلام کی لڑائی کو اس کے اختتام اور کامیاب اختتام تک پہنچانا ہے۔ اب کِسی ایک ملک یا دو ملکوں کا سوال نہیں۔ اب کِسی ایک مبلّغ یا دو مبلّغوں کا سوال نہیں۔ اب سر دھڑ کی بازی لگانے کا سوال ہے۔ یا کُفر جیتے گا۔ اور ہم مریں گے۔ یا کُفر مرے گا اور ہم جیتیں گے۔ درمیان میں اب بات نہیں رہ سکتی۔

جب اُنّیس سال ختم ہونے کو آئے تو مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں تحریکِ جدید کو اُس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ تمہارا سانس قائم ہے۔ تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت ۱۹ سال تک محدود نہ رہے۔ بلکہ وہ تمہاری سارِی عُمر تک چلتی جائے۔ جس کی سارِی عُمر تک خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کے انعام جاتے ہیں، اُس کے مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ پس مَیں تم سب کو تحریکِ جدید کی قربانیوں میں حصّہ لینے کے لئے بُلا رہا ہوں۔

(الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۵ء)